THE
MESSENGER
FORTNIGHTLY NEWSPAPER

پندرہ روزہ
پیغامبر

پبلشر و ایڈیٹر سہیل اختر
فون نمبر
Tel. (416) 267 8006

جلد ۵
شمارہ ۱۳

فرمودۂ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

دہر میں اسمِ محمد سے اجالا کر دے

اب ترا دور بھی آنے کو ہے اے فقرِ غیور
کھا گئی روحِ فرنگی کو ہوائے زر و سیم
عشق و مستی نے کیا ضبطِ نفس مجھ پہ حرام
کہ گرہ غنچے کی کھلتی نہیں بے موجِ نسیم
(ضربِ کلیم)

قائدِ اعظم نے فرمایا

اتحاد ○ ایمان ○ نظم و ضبط

ہم مسلمان ایک خدا، ایک رسول، ایک کتاب پر یقین رکھتے ہیں۔ پس یہ لازمی اور ناگزیر ہے کہ ہم ملت کی حیثیت سے بھی ایک ہوں۔ آپ نے وہ ضرب المثل تو سنی ہوگی کہ اتحاد میں طاقت ہے۔

(قبائلی سرداروں سے خطاب۔ پشاور
۱۷۔ اپریل ۱۹۴۸ء)

ہم امریکہ کے دوست ہیں خادم نہیں

صدر ضیاء کا انٹرویو

ترجمہ
احمد کمال

صدر ضیاء: اس اسلحہ کی بنا پر بھارتی برتری کی راہ میں مزاحم ہیں

سوال: کیا پاکستان اور امریکہ ماضی میں اپنے اقتصادی اور باہمی تحفظ پر مبنی تعلقات کی تجدید کر رہے ہیں؟

جواب: ہم ماضی کے اس گڑے مردے کو نہیں اکھاڑ رہے جس کا نام "فوجی امداد" تھا۔ بلکہ پاکستان امریکہ کے ساتھ ایسے تعلقات پیدا کرنے کے لئے کوشاں ہے، جو مساوات، مفاہمت اور ایک دوسرے کے مفادات کے تحفظ کی باہمی خواہش پر مبنی ہوں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ آج پاکستان دفاعی نوعیت کی بے حد اہم پوزیشن کا مالک ہے۔

سوال: پاکستان امریکہ سے کس قسم کی اقتصادی اور فوجی امداد حاصل کرنے کا خواہاں ہے؟

جواب: ہم امریکہ سے صرف دفاعی نوعیت کا اسلحہ خریدنا چاہتے ہیں۔ ماضی میں امریکہ سے ہمارے جو تعلقات رہے ہیں، اس کی بنا پر ہمارا تمام دفاعی ساز و سامان امریکی ساختہ ہے۔ ہم اسے جدید اسلحہ سے تبدیل کرنے کے خواہشمند ہیں جو پاکستان کے دفاع اور سلامتی کے لئے اب بے حد اہم ہے۔

سوال: اسلام آباد اور واشنگٹن کے درمیان تجدید تعلقات کے اس نئے دور کے آغاز کی بھارت اس شدت سے مخالفت کیوں کر رہا ہے؟

جواب: میں اس کی کیا وضاحت کر سکتا ہوں! جبکہ پاکستان کے مقابلے میں بھارت اپنی مسلح افواج کی تین چار مرتبہ تنظیم نو کر چکا ہے۔ پاکستان کو اگر چند طیارے یا بندوقیں مل بھی گئیں تو اس سے بھارت جیسے ملک کی سلامتی کو کیا خطرہ لاحق ہو سکتا ہے، جس کی جنگی صلاحیت کا پاکستان سے کوئی موازنہ ہی نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی ممکنہ تشریح یہی ہو سکتی ہے کہ بھارت پاکستان کو بطور خاص کمزور دیکھنا چاہتا ہے تاکہ وہ اس کی برتری تسلیم کر لے، جس سے اب تک پاکستان منکر رہا ہے۔ جس طرح ہمارے خیال میں بھارت کو یہ آزادی حاصل ہے کہ وہ اپنی ضروریات کا خود جائزہ لے کر دفاعی ساز و سامان خرید سکے اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ بھارت کو بھی پاکستان کے بارے میں سوچنا چاہئے کہ ہمیں اپنی سلامتی کے لئے ضروری ساز و سامان خریدنے کا حق حاصل ہے۔

سوال: امریکہ اس سب کچھ کے جواب میں آپ سے کیا توقعات رکھتا ہے؟

جواب: میری اپنی رائے کے مطابق دنیا کے اس حصے میں ایک مضبوط اور مستحکم پاکستان ہی آزاد دنیا کے لئے سب سے بڑا تحفظ ہے۔

سوال: کیا جواباً پاکستان، امریکہ کو اپنی سرزمین پر کوئی فوجی اڈہ، بندرگاہ یا اسی قسم کی کچھ اور سہولیات مہیا کرے گا؟ کیا سلامتی کا کوئی ایسا معاہدہ ہوا ہے؟

جواب: نہ تو امریکیوں نے ہم سے ایسی کسی خواہش کا اظہار کیا ہے، نہ ہم نے انہیں ایسی کوئی پیشکش کی ہے۔ ہم غیر وابستہ تنظیم کے ممبر ہیں، اور ہم نے امریکہ کی طرف کھلے دل سے دوستی کا ہاتھ بڑھایا ہے۔

ہم پر امن ایٹمی توانائی کے پروگرام پر عمل پیرا ضرور ہیں۔ امریکہ نے تو بھارت کو جدید اسلحہ کی خریداری پر اس وقت بھی کوئی پابندی عائد نہیں کی تھی، جبکہ وہ ایک عدد ایٹم بم کا دھماکہ بھی کر چکا تھا اور اس نے آج تک اپنے ایٹمی پروگرام سے متعلق کسی عالمی ادارے کو تحفظات فراہم نہیں کئے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ امریکہ کو پاکستان کے پر امن ایٹمی پروگرام پر کوئی اعتراض ہوگا۔

سوال: امریکہ میں پاکستان کے مارشل لاء اور ایک مقبول اور منتخب عوامی حکومت کی عدم موجودگی سے متعلق بھی قدرے ناخوشگوار صورتحال پائی جاتی ہے۔ آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہے؟

جواب: اس کی وجہ مغربی جمہوریت کا تربیت یافتہ مخصوص ذہن ہے۔ اور اکثر لوگ یہ نہیں سوچتے کہ ممکن ہے مغربی نظام جمہوریت ہماری ضروریات سے مطابقت نہ رکھتا ہو۔ اس کے باوجود یہ حقیقت ہے کہ پاکستان کے لئے ایک طویل مارشل لاء کسی صورت بھی موزوں نہیں ہے۔ میں نے گذشتہ چار سال کے دوران کوشش کی ہے کہ پاکستان میں مضبوط جمہوری اداروں کی بنیاد مستحکم کر سکوں۔ مقامی بلدیاتی انتخابات کے ذریعے ہم نے بنیادی جمہوری اداروں کی راہ صاف کی ہے۔ میں اسلامی اقدار کو عمل کے ساتھ ہم آہنگ کر رہا ہوں۔ تاکہ ہم بہتر لوگوں کو اقتدار منتقل کر سکیں۔

سوال: کیا پاکستان افغان مجاہدین کو اسلحہ فراہم کر رہا ہے؟

جواب: ہمارا انہیں فوجی امداد دینے کا کوئی ارادہ نہیں۔ ہمیں خوب احساس ہے کہ ہماری ایسی کوئی بھی کوشش روسیوں کو مزید مشتعل کرنے کا باعث بنے گی، جس سے افغانستان کی تحریکِ مزاحمت کو نقصان پہنچے گا۔ لیکن اگر آپ پاکستان کو طاقتور اور مضبوط بناتے ہیں تو اس سے افغان مجاہدین ہی کے ہاتھ مضبوط ہوں گے۔ مجاہدین آزادی کی اس سے بڑی اخلاقی اور نفسیاتی مدد کیا ہو سکتی ہے کہ ان کی جائے پناہ مضبوط اور مستحکم ہو۔

★

بھارت نے امریکہ سے ایف ۱۶ طیاروں کی خریداری کے سمجھوتے پر واویلا شروع کر دیا

پاک بھارت تعلقات معمول پر لانے کی کوششیں ناکام ہو جائیں گی، بھارتی ترجمان

بھارت کو روسی ہتھیاروں کی فراہمی پاکستان کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے

امریکی ہتھیار بھارت کے خلاف فراہم نہیں کیے جا رہے: امریکی ترجمان

واشنگٹن — امریکہ کے محکمہ خارجہ کے ایک افسر نے کہا ہے کہ امریکہ پاکستان کی اقتصادی امداد اور ہتھیاروں کی خریداری کے لئے تین ارب ڈالر کی امداد دینے پر جو آمادگی ظاہر کی ہے وہ بھارت کے خلاف نہیں ہے۔ انہوں نے نیویارک ٹائمز کو بتایا کہ امریکہ ہتھیاروں کی دوڑ شروع نہیں کر رہا۔ نیویارک ٹائمز نے بھی دوسرے امریکی اخبارات کی طرح پاکستان کی امداد اور امریکہ کے معاہدہ کی خبر صفحہ اول پر شائع کی۔ انہوں نے کہا کہ اقتصادی امداد اور ہتھیاروں کی خریداری کے پانچ سالہ پروگرام کا مقصد افغانستان میں غیر ملکی فوجوں کی موجودگی سے درپیش شدید خطرہ کے خلاف پاکستان کے دفاع کو مضبوط بنانا ہے۔ محکمہ خارجہ کے افسر نے کہا کہ روس کی طرف سے بھارت کو آٹھ ارب ڈالر کے اسلحہ کی فروخت کا جس میں جدید ترین جنگی طیاروں کی فراہمی بھی شامل ہے اس پروگرام سے کہیں زیادہ ہے جو امریکہ نے پاکستان کے لئے مرتب کیا ہے۔

پاکستان پریس انٹرنیشنل کے مطابق بھارت نے پاکستان اور امریکہ کے سمجھوتے پر واویلا شروع کر دیا ہے جس کے تحت پاکستان امریکہ سے ایف سولہ (ایف گیارہ ۱۶) کا طیارہ خریدے گا۔ ایک بھارتی ترجمان نے کہا کہ اس سمجھوتے سے علاقے میں طاقت کا توازن درہم برہم ہو جائے گا اور بھارت کو بھی مزید جدید اسلحہ حاصل کرنا پڑے گا۔

چینی حکومت کے خلاف سازش میں ملوث فوجی افسروں کو قید کی سزائیں

بیجنگ — (ریڈیو رپورٹ) چینی حکومت کے خلاف چار کے ٹولے کی سازش میں ملوث گیارہ فوجی افسروں کو مختلف المیعاد قید کی سزائیں سنا دی گئیں۔ آل انڈیا ریڈیو کے مطابق ان ملزموں کو چار سے پندرہ سال تک قید کی سزا دی گئی ہے ان کے خلاف مقدمے کی سماعت گزشتہ ماہ مکمل ہوئی تھی۔

دو پاکستانیوں کو حشیش اسمگل کرنے کے الزام میں ۱۵ سال قید کی سزا

شکاگو — دو پاکستانی بھائیوں کو حشیش اسمگل کرنے کے الزام میں ۱۵ سال قید کی سزا سنائی گئی ہے اور سزا کے بعد ملک بدر کرنے کا حکم دیا گیا ہے امریکہ کے ڈسٹرکٹ جج جان پاور نے سزا سنانے سے قبل کہا کہ دنیا میں حشیش اسمگل کرنے والے لوگ امریکہ کو اس سلسلے میں زیادہ منافع بخش جگہ سمجھتے ہیں منشیات انسان کو غلام بنا دیتی ہے۔ ۳۰ سالہ خالد رؤف ملک اور اس کا چچا زاد بھائی ارشد علی ملک حشیش اسمگل کرنے میں ملزم قرار دیئے گئے تھے اور ان کے قبضے سے حشیش برآمد ہوئی تھی۔ اس حشیش کا امریکہ کے ڈرگ انفورسمنٹ ایڈمنسٹریشن کے ایجنٹ نے اس وقت تربیت یافتہ کتوں کی مدد سے پتہ چلایا جب ایک پاکستانی جہاز انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر اترا۔ حشیش کا سراغ لگانے کے بعد ان دونوں بھائیوں کو گرفتار کر لیا گیا تھا۔ یہ حشیش کھیلوں کے سامان میں چھپائی گئی تھی۔

واشنگٹن — امریکہ روس کے زیر زمین ایٹمی دھماکوں اور میزائلوں کے بارے میں تمام معلومات چین کے توسط سے حاصل کر رہا ہے تاکہ ایٹمی ہتھیاروں کی تیاری میں روسیوں کی پیش رفت کا اندازہ لگایا جا سکے۔ آل انڈیا ریڈیو کے مطابق پہلے یہ معلومات شمالی ایران میں سی آئی اے کے مراکز سے حاصل کی جاتی تھیں جو ایران میں انقلاب کے بعد ختم کر دیئے گئے۔ اب اسی مقصد کے لئے چین میں مراکز قائم کئے گئے ہیں ان کے عملے میں امریکی اور چینی ہیں۔

پاکستان شپنگ کارپوریشن کا نیا مال بردار جہاز مری اس ہفتے کراچی پہنچے گا

برطانیہ میں کارپوریشن کے دو اور مال بردار جہاز زیر تکمیل ہیں

کراچی — پاکستان کی نیشنل شپنگ کارپوریشن کا نئے ڈیزائن کا ۱۵۰۰۰ ٹن وزنی مال بردار جہاز مری اس ہفتے کراچی میں لنگر انداز ہو رہا ہے یہ جہاز شمال مشرقی انگلینڈ میں سنڈر لینڈ کے آسٹن اور پکرس گل کے جہاز سازی کے کارخانے میں تعمیر ہوا ہے اور پاکستان کے مال بردار بحری بیڑے میں شامل ہونے والے تین جہازوں میں سے پہلا جہاز ہے اس مال بردار جہاز کی تعمیر پر ۱۰ ملین پونڈ لاگت آئی ہے جو برطانیہ نے پاکستان کو امدادی پروگرام کے تحت فراہم کیا ہے مال بردار جہاز مری مکمل ہونے کے بعد انگلستان کے ٹیسپ اور ہمبر کی بندرگاہ میں مال برداری کے کام آ رہا اس کامیاب سروس کے بعد اب اسے نیشنل شپنگ کارپوریشن کے حوالے کیا جا رہا ہے اپنا دوسرا جہاز مکمل ہونے والا ہے توقع ہے کہ یہ جہاز جولائی میں کارپوریشن کے حوالے کر دیا جائے گا یہ تینوں جہاز بالکل نئے ڈیزائن ایس ڈی ۱۸ کے ہیں ان میں مال رکھنے کی مجموعی گنجائش ۹۳۴۰ مکعب میٹر ہے اس کے علاوہ ان میں ۴۹۲ کنٹینر کی بھی گنجائش ہے۔

طنز و مزاح سے پر شفیق الرحمٰن کی بالکل نئی کہانی
ماہنامہ آواز جہاں میں پڑھئے
جولائی کا شمارہ ۲۱ جولائی کو منظر عام پر آ رہا ہے۔

سو روپے کے جعلی نوٹ چھاپنے والا گروہ پکڑا گیا

جھنگ — ایس پی جھنگ مسٹر اورنگزیب نے انکشاف کیا ہے کہ سرگودھا پولیس نے ایس ایچ او کی مدد سے ایک سو روپے کے جعلی کرنسی نوٹ چھاپنے والے ایک گروہ کا سراغ لگایا ہے اخباری نمائندوں کو تفصیلات بتاتے ہوئے ایس پی نے بتایا کہ ملزم احمد نواز نے ماڈل ٹاؤن لاہور میں ایک پریس کرایہ پر حاصل کی اور جعلی نوٹ چھاپنے والی مشین خرید کر وہاں سو روپے مالیت کے جعلی کرنسی نوٹ چھاپنے شروع کر دیئے۔ جعلی نوٹ چھاپنے والے اس گروہ نے اخباری نمائندوں کو بتایا کہ وہ کئی سال سے جعلی نوٹ چھاپنے کا کاروبار کر رہے ہیں۔ ایس پی کے مطابق پولیس نے نوٹ چھاپنے والی مشین، سو سو روپے کے بے شمار جعلی نوٹ اور چھپائی میں کام آنے والا دوسرا سامان اپنے قبضہ میں کر لیا ہے۔ احمد نواز اور اس کے کاروبار میں شریک اس کے ساتھیوں ممتاز، نواز، کریم، سعید، صادق خان اور اللہ یار کو گرفتار کر لیا ہے۔

بنگلہ دیش کا نیا صدر کون ہوگا

لندن — لندن کے ممتاز اخبار گارڈین نے صدر ضیاء الرحمٰن کی ہلاکت سے بنگلہ دیش میں پیدا ہونے والے سیاسی خلا پر تبصرہ کیا ہے۔ اخبار نے لکھا ہے کہ ملک کو حقیقی سیاسی خلاء کا سامنا ہے۔ آئین کے تحت ۱۸۰ دن کے اندر صدارتی انتخابات کرانے ضروری ہیں۔ نیشنلسٹ پارٹی میں صدارت کے عہدے کے لئے کوئی مناسب امیدوار موجود نہیں۔ صدر ضیاء کی بیوہ ایک گھریلو خاتون ہیں اور قائم مقام صدر عبدالستار بزرگ ہیں۔ مرحوم صدر کی کابینہ میں کوئی شخصیت ایسی نہیں جو بنگلہ دیش کی قیادت سنبھال سکے۔

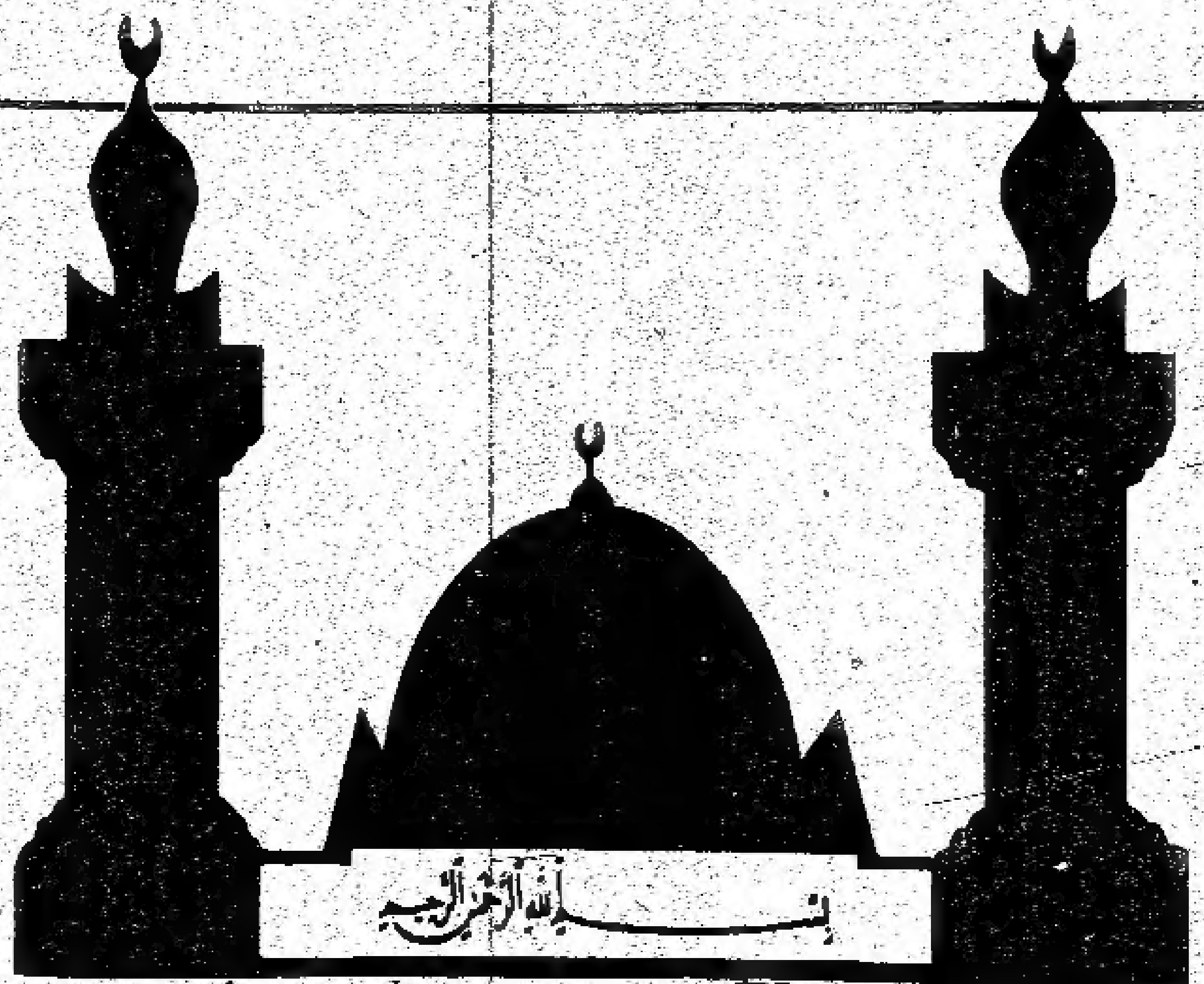

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

"مسلمانو! تم پر روزہ اس طرح فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلی امتوں پر۔ تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو"

RAMADAN

TIME TABLE FOR TORONTO & VICINITY

INTENTION

IS AN ESSENTIAL REQUIREMENT FOR FASTING. THE WORDING IN ARABIC ARE: وبصوم غد نويت من شهر رمضان.

WHICH MEANS "I INTEND TO FAST TOMORROW IN THE MONTH OF RAMADAN.

BREAKING FAST

WHEN THE SUN HAS SET, BREAK THE FAST WITH FOLLOWING WORDS:-

اللهم لك صمت وبك آمنت وعليك توكلت
وعلى رزقك افطرت

O, ALLAH I KEEP FAST FOR YOUR SAKE AND BELIEVED IN YOU, I PUT IN YOU MY TRUST AND BREAK MY FAST WITH FOOD PROVIDED BY YOU.

July/Aug. 1981 Date/Day	Ramdhan 1401 Date	Finish Sahur/Fajr	Sunrise	Zuhr	Asr	Sunset	Isha
3 Fri.	1*	3.51	5.40	1.21	5.27	9.02	10.15
4 Sat.	2	3.52	5.41	1.21	5.27	9.02	10.15
5 Sun.	3	3.53	5.41	1.22	5.27	9.01	10.15
6 Mon.	4	3.54	5.42	1.22	5.27	9.01	10.15
7 Tues.	5	3.55	5.43	1.22	5.27	9.01	10.15
8 Wed.	6	3.56	5.44	1.22	5.27	9.00	10.15
9 Thurs.	7	3.57	5.44	1.22	5.27	9.00	10.15
10 Fri.	8	3.58	5.45	1.22	5.27	8.59	10.15
11 Sat.	9	3.59	5.46	1.22	5.27	8.59	10.15
12 Sun.	10	4.01	5.47	1.23	5.27	8.58	10.15
13 Mon.	11	4.02	5.47	1.23	5.27	8.58	10.15
14 Tues.	12	4.03	5.48	1.23	5.27	8.57	10.15
15 Wed.	13	4.05	5.49	1.23	5.27	8.56	10.15
16 Thurs.	14	4.06	5.50	1.23	5.27	8.56	10.15
17 Fri.	15	4.07	5.51	1.23	5.27	8.55	10.15
18 Sat.	16	4.09	5.52	1.23	5.26	8.54	10.15
19 Sun.	17	4.10	5.53	1.23	5.26	8.53	10.15
20 Mon.	18	4.11	5.54	1.23	5.26	8.53	10.15
21 Tues.	19	4.13	5.55	1.23	5.26	8.52	10.15
22 Wed.	20	4.14	5.56	1.23	5.26	8.51	10.15
23 Thurs.	21	4.16	5.56	1.23	5.25	8.50	10.15
24 Fri.	22	4.17	5.57	1.24	5.25	8.49	10.00
25 Sat.	23	4.19	5.58	1.24	5.25	8.48	10.00
26 Sun.	24	4.20	5.59	1.24	5.25	8.47	10.00
27 Mon.	25	4.22	6.01	1.24	5.24	8.46	10.00
28 Tues.	26	4.23	6.02	1.24	5.24	8.45	10.00
29 Wed.	27	4.25	6.03	1.23	5.23	8.44	10.00
30 Thurs.	28	4.26	6.04	1.23	5.23	8.43	10.00
31 Fri.	29	4.28	6.05	1.23	5.23	8.41	10.00
1 Sat. (Aug.)	30	4.30	6.06	1.23	5.22	8.40	10.00
2 Sun.	EID*						

Eid Day (DEPENDS ON THE SIGHT OF THE MOON)

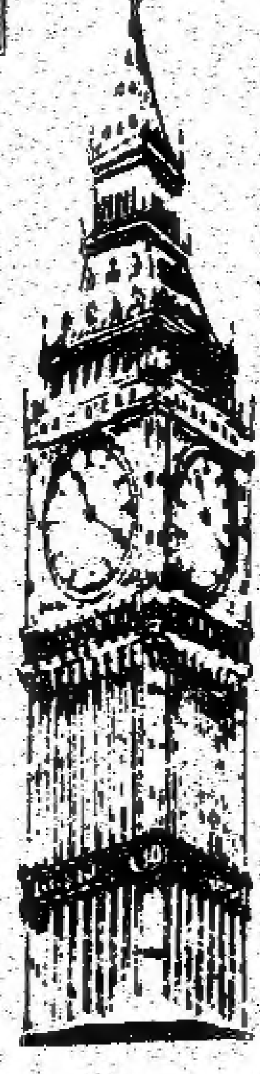

With the Compliments of

Big Ben Travel

**Suite 201, Victory Bldg.
80 Richmond St. West.
Toronto, Ontario
Canada M5H 2A4
Tel: 364 0750**

NORTH HILL SHOPPING CENTRE
1768 - 14 AVENUE N.W
CALGARY, ALBERTA, CANADA
T2N 1M5
TELEPHONE (403) 289-1913 4

MARLBOROUGH TOWN SQUARE
3835 MEMORIAL DR. N.E
CALGARY, ALBERTA, CANADA
T2A 2K2
TELEPHONE (403) 273-7678 9

34 SOUTHCENTRE MALL
100 ANDERSON RD. S.E
CALGARY, ALBERTA, CANADA
T2J 3V1

IATA

پیغامبر
THE MESSENGER
Editor & Publisher SOHAIL AKHTAR Tel. (416) 267 8006
جہاں بینی میری فطرت ہے لیکن کسی جمشید کا ساغر نہیں میں
۷ جولائی ۱۹۸۱ء / ۵ رمضان ۱۴۰۱ھ

کرنیں

غنچہ فردوس —

یہ ہماری بڑی بدقسمتی ہے کہ ہم اللہ کی نعمت کی طرف نہ رجوع کرتے ہیں اور نہ استفادہ کی کوشش۔ اور ساتھ ہی دنیا میں اپنی ذلت اور رسوائی کا ہمیشہ دکھڑا سناتے رہتے ہیں۔ یہ صورت حال اس امت کے لئے انتہائی افسوس ناک ہے۔ جسے یہ کام سونپا گیا ہے کہ وہ قرآن کا پیغام دنیا بھر کے لوگوں تک پہنچائے، اپنے قول اور فعل سے کلام پاک کی حقانیت کی شہادت دے۔ مصیبت زدہ انسانوں کی مشکلات حل کرنے میں مدد کرے۔ ان کی فکری کجروی کی حکمت اور موعظت کے ساتھ نشاندہی کرتے ہوئے انہیں سیدھا راستہ دکھائے۔

مرزا آصف بیگ —

ماضی صرف ایک یاد ہے۔ حال صرف احساس کا نام ہے اور مستقبل ایک تصور ہے۔ مگر وہ لمحہ کہاں ہے جو مستقبل کو ماضی سے جدا کرتا ہے۔ ایک مجرم اور ایک مجرمانہ ذہن رکھنے والے شخص کے درمیان فرق بھی صرف ایک احساس کا نام ہے۔ جب یہ احساس نہیں رہتا تو مجرموں کی نفسیات کو سمجھنے والا اور مجرموں کو گرفتار کرنے والا خود مجرموں میں شامل ہو جاتا ہے۔ احساس کی یہ نظر نہ آنے والی فصیل خطِ استوا کی طرح ہے جو بے وجود ہونے کے باوجود ایک حقیقت ہے۔

محمود حسین جیلی —

یہ دل میرا نہیں مجھے اس پر حق نہیں پھر کسی اور سے کیوں محبت کروں۔ یہ دل خدا کا ہی ہے۔ وہی اس میں اپنی محبت ڈالتا ہے اور بھرتا ہے۔

ایم صادق الملک —

دنیا میں کبھی بھی مشکل سے مشکل وقت پر بھی کسی کا سہارا مت لو۔ کیونکہ ہر سہارا عارضی ہوتا ہے۔ جو لوگ سہاروں کے آسرے پر زندگی بسر کرتے ہیں جب اس حقیقت سے آشنا ہوتے ہیں کہ یہ سہارا تو عارضی تھا۔ تو ٹوٹ پھوٹ جاتے ہیں ایسے میں کوئی بھی انہیں سہارا دینے کے لئے آگے نہیں بڑھتا کیونکہ ہر سہارا کسی نہ کسی غرض کی بنا پر ہوتا ہے۔

روبینہ کوثر —

اور ہم بے چین سے پھرا کرتے ہیں زندگی کی راہوں پر کاش یہ دل جیسی چیز ہمارے وجود کا حصہ نہ ہوتی۔ تو شاید ہم ان دکھوں کو اس قدر شدت سے اپنی جان پر طاری نہ کرتے۔

عبداللطیف —

مجھے صبح کے ستارے کی زندگی پر رشک آتا ہے اس کی زندگی جتنی مختصر ہے۔ اس کا مقصد اتنا ہی بلند۔ دیکھو! یہ دنیا کو مخاطب کر کے کہہ رہا ہے، میری عارضی زندگی پر اظہار تاسف نہ کرو۔ قدرت نے مجھے سورج کا ایلچی بنا کر بھیجا ہے۔ کاش میں بھی اس ملک میں آفتاب اسلام کے طلوع ہونے سے پہلے کے ستارے کا فرض ادا کر سکوں۔

(اقتباس:۔ محمد بن قاسم)

عبدالحمید —

انسان اگر غلطی نہ کرے تو اسے انسان ہی نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ غلطی سرشت انسانی میں ہے۔

رضیہ —

خود فریبی میں بھی کتنی لذت ہے۔ انسان اتنا بھولا بن جاتا ہے جیسے کچھ جانتا ہی نہیں اپنے آپ کو دھوکہ دیتا ہے۔ پھر بھی مطمئن رہتا ہے۔ اپنے آپ سے کھیلتا ہے اور تسکین پاتا ہے۔ خود فریبی واقعی بڑا خوبصورت کھیل ہے۔

سچی باتیں

(از مولانا عبدالماجد دریابادی مرحوم)

مسلمان کے لیے سال بھر میں سب سے زیادہ متبرک مہینہ یہی رمضان کا ہے۔ قرآن مجید اور حدیث نبویؐ دونوں اس کی بزرگیوں اور فضیلتوں کے گواہ ہیں۔ آپ اپنی جگہ پر سوچئے کہ خود آپ کہاں تک اس کی برکتوں سے فائدہ اٹھا رہے ہیں؟ آپ خود اور آپ کے گھر والے روزہ دار ہیں؟ اور اگر کسی عذر شرعی کی بنا پر مجبوراً ترک روزہ کئے ہوئے ہیں تو اس کی قضا یا مسکینوں کے کھلانے پر مستعد ہیں؟ آپ کے محلے اور آپ کی بستی کی مسلمان آبادی میں روزہ داروں اور غیر روزہ داروں کی تعداد میں کیا تناسب ہے؟ شب برات و محرم کے مراسم جس وسیع پیمانہ پر مسلمانوں میں گھر گھر منائے جاتے ہیں، عید اور بقرعید کے موقع پر گھر گھر میں جو جشن ہوتا ہے، کیا اسی مناسبت سے ہم اور آپ رمضان مبارک کے اہتمام و احترام میں مصروف رہتے ہیں؟

اس ماہ مبارک کے اہتمام و احترام کے یہ معنی نہیں کہ دن کا بیشتر حصہ سونے اور بد مزاجی میں اور شب کا بڑا حصہ معدہ کی خاطر داریوں میں بسر کیا جائے اور شام کے وقت افطاری کے نام سے ہر قسم کی فضول خرچی اور بد احتیاطی روا رکھی جائے۔ روزہ تو اس واسطے ہے کہ ہم کو سادگی کا سبق دے اور طبیعت کو صبر و تحمل کا خوگر بنائے۔ ہمارے جو بھائی عام طور پر شام کو ایک یا دو چیزیں کھانے کے عادی ہیں اور رمضان میں محض افطار کے وقت پانچ پانچ سات سات کھانے ضرور سمجھتے ہیں وہ خود اپنے دل میں ذرا غور کریں کہ وہ روزہ کی غرض کہاں تک پوری کرتے ہیں۔ روزہ تو خواہشوں کے ضبط کے لیے ہے، نہ اس لیے کہ انہیں کئی گنا بڑھا اور پھیلا دیا جائے۔ الہ آباد میں کئی سال ہوئے ایک ذی علم اور مشہور صوفی بزرگ تھے وہ اس مہینہ بھر گوشت اور دوسری لذتوں کا استعمال بالکل ترک کر دیتے تھے، روزہ کی روح و غایت کو وہ ہم لوگوں سے کہیں بہتر سمجھتے تھے۔ جو افطاری کی بے اعتدالیوں کو جزو رمضان بنائے ہوئے ہیں۔

روزہ جسم و روح کا قدرتی مصلح اور صحت بدنی اور صحت اخلاقی دونوں کا ضامن ہے۔ ہم نے اپنی شامت و بدبختی سے اس کی یہ دونوں خوبیاں زائل و برباد کر دی ہیں۔ اول تو ایک بڑی آبادی سرے سے روزہ رکھتی ہی نہیں، پھر جو روزہ دار ہوتے ہیں وہ دن میں ہر قسم کی بد مزاجی اور چڑچڑاہٹ کو روزہ کے عذر پر اپنے لیے جائز سمجھتے ہیں اور افطار کے وقت سے لے کر سحری تک کھانے پینے کی ہر بے اعتدالی روا رکھتے ہیں۔ اس کا نام روزہ نہیں۔ روزہ دار کی شان تو یہ ہونا چاہیے کہ غیبت، حسد، غصہ، طمع ہر قسم کی اخلاقی گندگی سے اپنے تئیں پاک رکھے۔ غصہ اور اشتعال کے موقع پر بھی ضبط و صبر سے کام لے اور بدگوئی و سخت کلامی کے مقابلہ میں نرمی و فروتنی اختیار کرے۔ یہ روزہ روح کا ہوا۔ جسم کا روزہ یہ ہے کہ افطار کے وقت اور افطار کے بعد غذا میں افراط و اسراف سے بچے۔ ماہ رمضان میں ہم میں سے بہتوں کی صحتیں بجائے درست ہونے کے خراب ہو جاتی ہیں، اور اکثروں کو جو معدہ کی شکایات پیدا ہو جاتی ہیں وہ سب انھیں بد پرہیزیوں اور بے اعتدالیوں کا نتیجہ ہیں۔

ہمارے نبیؐ نے فرمایا

"بروایت انسؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ ان میں اپنے دین پر ثابت قدم رہنے والا ہاتھ میں انگارہ پکڑنے کے مانند ہوگا۔""

(ترمذی۔ مشکوٰۃ۔ باب تغیر الناس ص ۴۵۹)

بدل ہی جاتا ہے غربت میں آدمی کا مزاج
کبھی کبھی ہمیں دشمن بھی یاد آتے ہیں
جہاں بھی ہم نے صدا دی، یہی جواب ملا
یہ کون لوگ ہیں، پوچھو کہاں سے آئے ہیں
انہیں پرائے چراغوں سے کیا غرض اے اقبال
جو اپنے گھر کے دیئے خود بجھا کے آئے ہیں

پیغامبر میں آپ کے اشتہارات آپ کی کامیابی کی ضمانت ہیں۔ آج ہی فون کر کے اپنے اشتہارات بک کروائیں۔
فون نمبر 267-8006

VISIT US
FOR
best quality
INDIAN GROCERIES,
FRESH VEGETABLES,
NUTS, SPICES ETC.
گروسری، تازہ سبزیاں اور مصالحہ جات
نہایت ہی سستے داموں پر خریدنے کیلئے
ہمارے ہاں تشریف لائیں
Pirri's Dixieland Market Limited
FRESH FRUITS — VEGETABLES — FLOWERS
Retail: 1108 Pharmacy Ave. [at Lawrence] Scarborough,
Phone: 759-0473
Wholesale: 1052 Birchmount Rd. [1 block N. of Eglinton Ave.], Scarborough, Phone:759-5214

روزہ

روحانی اور جسمانی توانائی کا سامان پیدا کرتا ہے

ترتیب: جاوید اقبال

روزہ ہر زمانے میں ہر قوم میں ہر جگہ اہم کے طور پر رکھا جاتا رہا ہے ہر پیغمبر کی امت پر فرض رہا ہے حضرت موسیٰ نے کوہ طور پر چالیس دن بھوکے پیاسے گزارے۔ یہودی اس لئے چالیس دن کے روزے رکھتے تھے۔ اور چالیسویں دن جو ان کے ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ کو پڑتا تھا۔ اسے عاشورہ کہتے اور اس دن کے روزے کا زیادہ ثواب سمجھتے۔ کیونکہ حضرت موسیٰ کو تورات کے احکام اسی دن ملے تھے۔ ان کے صحیفوں میں دیگر دنوں میں بھی روزہ رکھنے کے احکامات ملتے ہیں۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ نے جنگل میں چالیس دن بھوکے پیاسے گزارے۔ عیسائی اس لئے آج بھی چالیس روزے رکھتے ہیں۔ حضرت یحییٰ اور دیگر انبیاء نے بھی روزے رکھے ہیں۔

بعض قوموں میں روزہ رکھنا بلیات کو دور کرنے اور خبیث روحوں کو نکالنے کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ ہندوؤں میں برت کا رواج ہے۔ برہمن چاند کی گیارہ بارہ تاریخوں میں برت رکھتے ہیں جوگی چالیس دن کھانے پینے سے پرہیز کرتے ہیں قدیم مصریوں یونانیوں اور پارسیوں میں بھی روزہ رکھنے کا دستور تھا غرضیکہ روزے کا تصور قوموں میں قدیم زمانے سے چلا آتا ہے۔

مگر اسلام میں روزہ کی حیثیت سب سے جدا ہے روزے ۲ ہجری میں مدینہ منورہ ہجرت کے بعد فرض کئے گئے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے "كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۔ (البقرہ ۱۸۳)

مسلمانو! تم پر روزہ اس طرح فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلی امتوں پر۔ تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ اسی طرح فرمایا گیا "لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝

"تاکہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو، شکر کرو جس نے تمہیں یہ راہ دکھائی۔

عربی میں روزہ کو صوم کہتے ہیں، جس کے معنی رک جانے اور باز رہنے کے ہیں۔ یعنی انسان اپنے نفس پر قابو پالے اور گناہوں ... بچا رہے شریعت میں سال میں ایک ماہ کے ... خاص اوقات میں کھانے پینے اور جنسی تعلق سے رکے رہنے کا نام روزہ ہے۔ تاکہ مسلمان اس عمل پیہم کے ایسے عادی ہو جائیں کہ انہیں کوئی دنیاوی یا نفسانی تحریص خواہشات بدی کی طرف راغب نہ کر سکے یہی تقویٰ اسلامی روزوں کی خصوصیت ہے۔

دیگر اقوام میں محض کھانے پینے سے پرہیز اور جنگل میں بیٹھ کر جبر و سختی کا پابند کرنا روزہ کا اصل سمجھا جاتا ہے۔ اور عمل بھلائی کے استعمال کو روا رکھا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ دن اور موسم کا لحاظ بھی رکھا جاتا ہے۔ جیسا کہ عیسائی موسم بہار میں روزہ رکھتے ہیں اور صحت سے اختلاط یا دیگر خواہشات سے بچنے کی شرعی پابندی نہیں ہے۔ نہ ہر کس و ناکس پر روزے کی پابندی ہے نہ خالق کا ڈر ہے یہ اسلام ہی ہے جس میں روزہ کے لئے ایک متوازن نظام قائم کیا گیا ہے جس کے ذریعے جسم کی کثافتیں دور ہوتی ہیں اور روحانی لطافتیں ترتیب پاتی ہیں۔ روزہ رمضان کے مبارک مہینے میں فرض کیا گیا۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے ایک مبارک رات میں قرآن نازل فرمایا۔ ارشاد ربانی ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ ۝

رمضان کا وہ مہینہ جس میں قرآن اتارا گیا۔

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ

اس کو ایک مبارک رات میں اتارا گیا۔

یہ رات رمضان کے آخری عشرہ میں آتی ہے غار حرا میں پہلی بار آئی یہاں قرآن نازل ہوا۔ اس لئے حضور خصوصیت سے اس عشرہ میں معتکف ہوتے

اسلام دین فطرت ہے اور فطرت کے تمام تقاضوں کو کما حقہٗ پورا کرتا ہے۔ سال میں صرف تیس دن کا تعلق، مقررہ اوقات میں پابندی اور تمام آزادانہ امت کے لئے ایک ساتھ اس فریضہ کی ادائیگی سے غیر فطری طریقہ کار کی نفی ہو جاتی ہے اور وحدت اسلامیہ کا مظاہرہ ہوتا ہے یہ روزہ جسمانی تکلیف اور ناجائز سختی کی بجائے جسمانی صحت اور روحانی شگفتگی کا ذریعہ بن جاتا ہے معذور لوگ جیسے مریض، مسافر، حائضہ اور نفاس زدہ کے لئے رعایت دی گئی ہے کہ بعد قضا پوری کریں تاکہ عبادت ایک بوجھ نہ بن جائے۔ اور فطرت انسانی کے تقاضے پورے ہوتے رہیں۔ حتیٰ کہ جو شخص بوجہ غلبہ ضعف پیری و نقاہت بالکل ہی لاچار ہو جائے۔ ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ دینا روا رکھا گیا ہے روزہ کی غایت یہ بیان کی گئی ہے۔ ترجمہ

"اے ایمان والو! تم پر روزہ اس طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلی قوموں پر فرض ہوا تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو انسانوں کے لئے سراپا ہدایت اور حق و باطل میں فرق کرتا ہے سو جو کوئی رمضان کے مہینے کو پالے اسے اس مہینے میں روزے رکھنے لازمی ہیں، اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو وہ اتنے دنوں کے روزے پھر رکھ لے اس لئے کہ اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے نہ کہ سختی۔ تاکہ تم روزوں کی تعداد پوری کر سکو اور تم خدا کی بڑائی بیان کرو۔ اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت عطا فرمائی اور اس کا شکر ادا کرو۔"

(البقرہ ۱۸۳)

ان آیات ربانی کا ہر ہر لفظ دعوت فکر و عمل دیتا ہے۔ جو اس رمضان کے مہینہ میں حاضر و موجود ہو اس پر یہ روزے رکھنا فرض ہے۔ اب غیر حاضر کے لئے کی دو ہی صورتیں ہیں ایک یہ کہ جب یہ مبارک مہینہ آئے تو وہ شخص دنیا میں موجود نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ اپنی جگہ پر تو موجود ہو مگر راہ صیام کا تعین نہ کر سکے۔

مریض و مسافر کو جو رعایت دی گئی ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ بیماری کا عذر ایسی حالت میں قابل قبول ہے۔ جب کسی مسلمان متقی طبیب کا مشورہ ہو کہ یہ شخص اگر روزے رکھے گا تو بیمار ہو جائے گا یا مرض بڑھ جائے گا۔ ایسی حالت میں علاج کے دوران اسے قضا کرنے کی اجازت ہوگی اسی طرح سفر کی صعوبتیں سخت ہوں اور بھوک پیاس کا غلبہ برداشت نہ ہو تو دوران سفر قضا کر سکتا ہے۔ لیکن ہر دو صورتوں میں بعد رمضان قضا کی ادائیگی ضروری ہوگی۔ علاوہ ازیں جو لوگ روزے کی طاقت نہ رکھتے ہوں وہ ایک مسکین کو کھانا دے کر اس کا فدیہ ادا کریں۔

Help is available to pay your OHIP premiums.

اونٹاریو کے رہنے والے جنکی آمدنی کم ہے، اوہپ کے اقساط کی ادائیگی میں مدد کے مستحق ہیں۔ سب سے زیادہ اہم یہ ہے کہ قسطوں کی رقم اونٹاریو کے حالیہ بجٹ میں تبدیل کر دی گئی ہے۔ اگر آپ کی آمدنی بحیثیت فرد واحد ۸۲۰۰ ڈالر سے کم ہے یا کل آمدنی بحیثیت ۴ افراد پر مشتمل خاندان کے ۱۲۰۰۰ ڈالر سے کم ہے تب آپ اس کے مستحق ہو سکتے ہیں کہ قسطوں کی کل رقم یا اس کے کچھ حصے کی ادائیگی میں آپ کی مدد کی جائے۔

ہمیشہ کی طرح پنشن پانے والے یا وہ لوگ جو معاشی مدد حاصل کرتے ہیں، کیلئے بغیر کوئی فیس ادا کئے اوہپ کا پورا تحفظ حاصل ہے یہ معلوم کرنے کیلئے کہ آپ اس مدد کے مستحق ہیں یا نہیں اپنے مقامی اوہپ کے دفتر سے رابطہ قائم کریں۔ اس کا نمبر ٹیلیفون ڈائرکٹری کے بلو پیج پر گورنمنٹ سروسیز کے تحت درج ہے۔ حالانکہ آپ ماضی میں مدد کے مستحق نہ رہے ہوں پھر بھی مہربانی کر کے دریافت کیجئے ہو سکتا ہے کہ آپ اوہپ کی ادائیگی میں مدد کے مستحق ہوں۔

Ministry of Health
Ontario
Dennis R. Timbrell, Minister

آپس میں مل جل کر رہیئے اور ہندو پاک کمیونٹی کو مضبوط بنایئے۔

عالم ناتمام

گلزار آفاقی

عراق کے ایٹمی ری ایکٹر کی تباہی

جب الف لیلوی داستانوں کے شہر بغداد پر تلخ حقیقتوں کے شہر تل ابیب نے قیامت توڑ دی

سات اور آٹھ جون کی درمیانی رات
افسانوں اور داستانوں کا شہر بغداد سو رہا تھا مگر!
تلخ حقیقتوں کا شہر تل ابیب جاگ رہا تھا،
حقیقتیں خواہ کتنی ہی تلخ

اور ناپسندیدہ ہوں :
سکون اور افسانوں کو زیر کر لیتی ہیں۔ سات اور آٹھ جون کی درمیانی رات بھی یہی ہوا۔ امریکی ساختہ ایف ۱۵ اور ایف ۱۶ جیٹ اسرائیل کے ایک خفیہ ٹھکانے سے اڑے اور عرب علاقوں کی فضائی حدود کو پامال کرتے ہوئے بغداد کی طرف بڑھے۔ جہاں ان کا ہدف عراق کے ایٹمی منصوبے کی تباہی تھا سوتے ہوئے بغداد پر یہ جاگنے والے غالب آگئے۔

چند لمحوں بعد اسرائیلی وزارت دفاع کے سیکرٹری نے وزارت اطلاعات کے سیکرٹری کو مشن کی کامیابی کی خبر نشر کرنے کو کہا تو وہ حیران رہ گیا حیرانی اور تعجب کا یہ مظاہرہ پیچھے کی ہر سطح تک ہوا۔ یہاں تک کہ تل ابیب ریڈیو کے جس نیوز ایڈیٹر کو مذکورہ مشن کی کامیابی کی خبر تیار کرنے کو کہی گئی اس نے اسے کسی عرب دشمن کی چال سمجھتے ہوئے کئی ذرائع سے تصدیق کی اس عمل میں ایک گھنٹہ لگا تب کہیں جا کر خبر نشر ہوئی۔

اس کے ساتھ ہی اسرائیل میں فتح و شادمانی کے شادیانے بجنے لگے۔ گذشتہ تین عرب اسرائیل جنگوں میں اسرائیل برتری کے احساسات مزید اجاگر ہو گئے نوجوان اسرائیلیوں نے اینٹیبے کے معرکے کے کامیاب سورماؤں کی زندگی کی دعائیں مانگیں اور بغداد کے "فاتحین" کو سروں پر اٹھا لیا اکثریت کے مقابلے میں اقلیت کو جیت ملے تو تاریخ کا نشہ دوچند ہو جاتا ہے۔ بالخصوص جب یہ جیت ایسے حالات میں وقوع پذیر ہوئی ہو جو بظاہر عالم اسلام کے اتحاد کی کوشش سے عبارت ہوں مثلاً یہ کہ بغداد پر اسرائیلی حملے سے صرف

دو روز پہلے اسی شہر میں اسلامی دنیا کے وزراء خارجہ کا بارھواں اہم اجلاس ختم ہوا جس میں علاوہ دیگر اعلانات کے عالم اسلام کے اتحاد اور اس کی قوت کا بھرپور اعلان کیا گیا۔

تین روز پہلے سعودی عرب، کویت اور شام کے وزراء خارجہ نے لبنانی صدر سارکس کے ساتھ مل کر لبنان کے دو ماہی اندرونی جھگڑے کے خاتمے کے منصوبے کو آخری شکل دی تھی۔ یہ وہ جھگڑا بلکہ خانہ جنگی ہے جس میں اسرائیل براہ راست ملوث ہے۔

گویا حالات کے اس پس منظر میں اسرائیل نے عرب سرزمینوں کی فضائی حدود کو پامال کرتے ہوئے عراق پر فضائی غنڈہ گردی اور دہشت کا مظاہرہ کر کے دراصل اسلامی اتحاد اور اس کی مظہر قوت کا منہ چڑا دیا ہے اور یہی نہیں لبنان کے اندرونی تصادم کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کی کوششوں پر مزید تیل چھڑک دیا ہے مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ اسرائیل نے ماضی کی طرح ایک بار پھر اس امر کا بھرپور مظاہرہ کر دیا ہے کہ وہ ایک علاقے کی ایک چھوٹی ریاست ضرور ہے مگر اس کی قوت ایک سپر پاور سے کسی طرح کم نہیں وہ سپر پاور جو اسلامی پاور کو للکار سکتی ہے جو ہمارے عالم عرب کو چراگاہ کی حیثیت بھی نہیں رہتی۔ جس کی فضائیہ ایک طرف اینٹیبے تک مار سکتی ہے تو دوسری طرف قدیم تہذیبی شہر بغداد بھی اس کی زد میں ہے۔ مختصر یہ کہ اسرائیل نے ثابت کر دکھایا ہے کہ مقاصد نعروں سے نہیں جذبوں سے اور عملوں سے حاصل ہوتے ہیں نعرے بازی سوائے دشمن کے کسی کو فائدہ نہیں پہنچا سکتی ماضی قریب کی صدائیں اور نعرے بازیاں ابھی فضاؤں میں گونج رہی ہیں۔

عمان میں یہ نعرہ گونجا۔
"ہم یہودی کا تخم مار دیں گے"
قاہرہ میں صدا بلند ہوئی۔
"یہودیو! عرب سرزمین سے نکل جاؤ"
دمشق میں لوگ پکارے
"عرب تھوکیں تو سارا اسرائیل اس میں غرق ہو جائے"
بغداد سے کہا گیا
"ہم عظیم بھی ہیں اور قدیم بھی"
"دنیا کا تجربہ کا شعور ہمارے بڑوں نے دیا ہے۔ ہم اسرائیل کے مقدر میں تاریکی اور تباہی رقم کر دیں گے"

دوسری طرف عرب سرزمینوں سے پرے چلا سا منحنی سا اسرائیل خاموش ہے وہاں نعرے بہت کم سنائی دیتے ہیں ہمارے یہودی کام میں گدھے کی طرح جتے رہتے ہیں جب تھک جاتے ہیں تو ایک جذبہ انہیں دوبارہ کام پر اکسا دیتا ہے وہ جذبہ ہے

"عربوں کی موت یہودی کی زندگی ہے" بغداد پر تازہ ترین حملہ اسی اسرائیلی جذبے کا عملی اظہار ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسرائیلی غنڈے عرب سرزمینوں کو دیدہ دلیری کے ساتھ پامال کرتے ہوئے بغداد کو تباہ کر گئے مگر انہیں راستے میں یا منزل پر یا ان کے اپنے ٹھکانوں پر روکنے والا کوئی نہ تھا؟

دنیا کی مالدار ترین عرب اقوام کے بیدار کہاں گئے سعودی عرب کے اوپر منڈلانے والے جاسوس طیارے کیا ہوئے جن کی خوبی یہ ہے کہ وہ دور دراز علاقوں میں بھی دشمن کی چالوں کا پتہ چلا لیتے ہیں۔

کروڑہا روپے کی لاگت سے تیار ہونے والا عراقی ایٹمی منصوبہ کے دفاعی انتظامات کو کیا بنی۔ عراقی فضائیہ اور دفاعی افواج کہاں تھیں؟ دشمن کا دفاع نہ ہوا اسے روکا نہ جا سکا۔ یہ سب ہو گیا دشمن کا پیچھا نہ کرنے میں کیا حکمت ہے؟ یہ ہمارے عراقی دوست ہی بہتر جانتے ہیں۔

تیل کی دولت سے مالا مال عرب شیوخ کی تجوریوں میں بھرے ہوئے دیناروں، ریالوں ڈالروں اور پونڈوں کے انبار حرکت میں کیوں نہ آئے۔۔؟

اسرائیلی حملے سے پیدا شدہ تمام سوال اپنی جگہ بہت اہم ہیں مگر ہمیں خدشہ ہے کہ عالم اسلام ماضی کی طرح اب بھی ان سوالات کے سکت جواب دریافت کرنے میں سنجیدگی کا مظاہرہ نہیں کرے گا تو کیا اسلامی دنیا اتنی خوفناک اسرائیلی غنڈہ گردی پر خاموش تماشائی بنی رہے گی۔ جی نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ تو پھر کیا ہوگا ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اب

عرب لیگ کے اجلاس ہوں گے
اسلامی دنیا کے وزراء خارجہ کے اجلاس ہوں گے۔ بہت ممکن ہے اعلیٰ سطحی اسلامی کانفرنس کا اجلاس بھی ہو جائے۔
سلامتی کونسل کے اجلاس ہوں گے
اقوام متحدہ کے اجلاس ہوں گے۔
غیر جانبدار تحریک کے اجلاس ہوں گے۔
ان سب اجلاسوں کی ایک ہی قدر مشترک ہوگی
قراردادیں! کاغذی قراردادیں!!

ان قراردادوں کو شاندار اسلوب ترتیبی سے سجایا جائے گا، بلند بانگ نعروں سے مرصع کیا جائے گا، مگر ان میں جذبے کہیں نہیں ملیں گے کیونکہ جذبے قراردادوں کی زینت نہیں بن سکتے۔ جذبے کا خزانہ ہی پروان چڑھتے ہیں کھیتوں میں پرورش پاتے ہیں، نظام تعلیم، صنعت، تجارت، زراعت، سائنس اور سب سے بڑھ کر مساوات اور سماجی انصاف پر مبنی عملی نظام حیات میں زندہ و مستحکم ہوتے ہیں جذبے اسرائیل میں ہیں، ہمیں اسرائیل کی تقلید کرنی ہوگی اس میں سبق ہمارا برسر شرم کی بات ہوگی تو وہ دن دور نہیں جب بحر ہند، بحر قلزم، بحر اٹلانٹک اور بحر اوقیانوس کی جبینیں بھی ہمیں قبول کرنے سے انکار کر دیں گی۔

اگر ہم ذرا غور کریں تو عالم اسلام کے پاس دو چیزوں کی بہتات اور فراوانی ہے۔
ایک قدرتی وسائل دوسرے بے حسی۔
ذرا غور فرمائیے کہ اگر مشرق وسطیٰ کے تیل کی دولت جنوبی اور جنوب مشرقی ایشیا کی افرادی اور تکنیکی دولت میں شامل ہو جائے باہمی دوسری دولت کو سائنٹیفک منصوبہ بندی کے تحت یکجا ہو جائے

تو نتائج کس قدر مختلف ہو سکتے ہیں۔
دو سطروں پر مشتمل یہ حل بڑا حسین اور خواب ناک نظر آتا ہے مگر اس کی عملی تعبیر اتنی ہی مشکل ہے یہ اس لئے مشکل ہے کہ ایک طرف عالم اسلام کے ۹۰ کروڑ مسلمان ہیں تو دوسری طرف انہی میں چند ہزار ایسے بھائی بند ہیں جو ایسا نہیں چاہیں گے صرف ایسا چاہنے کا نعرہ لگائیں گے کہ اس نعرے میں ان کے اقتدار پلتے ہیں ان کے عیش و آرام جاری رہتے ہیں۔ تو گویا عالم اسلام کے ۹۰ کروڑ عوام کو دو جنگیں لڑنی ہیں ایک اپنے اپنے ہاں کے برسر اقتدار طبقے کی ان پالیسیوں کے خلاف جن کے نتیجے میں حقیقتیں افسانے اور افسانے حقیقتیں بن جاتی ہیں اور دوسری جنگ اسرائیل کے خلاف! اسرائیل جو محض ایک ملک نہیں عذاب ہے مسلمانوں کے لئے! جو محض ایک خطہ نہیں عقیدہ ہے اسلام کے خلاف! جو محض ایک اقلیت نہیں نفرت ہے انسانیت سے متصادم!

اسرائیل کے عفریت سے بچنا ہے تو ہمیں اپنی جنگ کا آغاز آج ابھی سے شروع کر دینا چاہیئے۔ ہمارے پاس کرنے کو بہت کچھ ہے، آج کرنا ہے کل پر نہ ٹالیں اس کا آغاز کر سکتا ہوں۔ آپ کے پاس بینک ہیں مگر آپ بینک کے چیک

سے پرزے کی قیمت کے سارے بجٹ تو کر سکتے ہیں۔
ان کے پاس کارخانہ نہیں مگر وہ کارخانے کی ایک اینٹ تو خرید سکتے ہیں۔
کسی کا بچہ بے کار پھرتا ہے اسے عسکری تربیت دلائی جا سکتی ہے۔
لوگوں کے ذہن خالی ہیں ان کو دانش سے مالا مال کیا جا سکتا ہے۔
عوام بے یقینی میں مبتلا ہیں انہیں یقین و ایمان سے بہرہ مند کیا جا سکتا ہے۔
کروڑوں مسلمان بھوک کے عذاب سے دوچار ہیں انہیں روٹی مہیا کی جا سکتی ہے۔
بچے جب دوا نہ ملنے سے مر جاتے ہیں ان کے لئے علاج کے ہسپتال تعمیر کئے جاتے ہیں۔
قرآن کو سنہری تاروں سے بجنے کی بجائے اس کے سنہری اصولوں کو گھر گھر، انسانوں، قصبوں، دیہاتوں، شاداب کھیتوں، دھواں اگلتے کارخانوں، بھیگتے مدرسوں اور سرکاری دفتروں میں رائج کیا جا سکتا ہے؟
صرف اور صرف اسی شکل میں ہم اسرائیل سے بچ سکتے ہیں ورنہ کل قاہرہ تھا، دمشق تھا، عمان تھا، بیروت تھا اور آج بغداد ہے جو اسرائیلی غنڈہ گردی کا نشانہ بنا ہے کون کہہ سکتا ہے کہ آنے والے کل کا مکہ محفوظ رہ سکتا ہے؟

IATA
IATA
اپنی قومی ائیر لائن پی۔ آئی۔ اے پر ہمیشہ سفر کیجئے!
اس میں آپ کا بھی فائدہ ہے اور وطن عزیز کا بھی
آرام دہ سفر، گھریلو اور پرسکون ماحول
ٹکٹوں کی فوری بکنگ اور دوسرے متعلقہ امور کے سلسلے میں ہم سے رابطہ قائم کریں

CALL NOW TO TAKE ADVANTAGE
OF LOW, LOW RATES

UNIVERSE TRAVEL AGENCY

3316 KEELE STREET — DOWNSVIEW, ONTARIO, CANADA, M3M-2H7

ZAHIR MODI 630-7393

اپنے وطن سے محبت نہ کرنے والا اس مردے کی مانند ہے جس کی لاش پر کوئی دو آنسو بھی نہیں بہاتا (ذکر عارف)

The call of the wild:

اونٹاریو پروونشل پارک سے شاندار حیرت انگیز عجائبات کی قسم نہیں ہوتے ۔ ہمارے سا بجوزنہ
پھونسے کی چھپوں میں سے کوئی جگہ مخصوص کرالیجیے یا نزدیکی تفریح گاہ یا پرائیوٹ خیمہ زن
کے میدان میں قیام کیجیے ۔ اونٹاریو کے ۱۳۱ کشادہ پروونشل پارکوں جیسے
نظارے نظاروں کیلئے ہزاروں راستے ہیں ۔ آ جائیے اپنا گمشدہ فطرت کی قدر کیجیے ۔

0-416-965-4008

ONTARIO PROVINCIAL PARKS

NAME ADDRESS

CITY POSTAL CODE

Ontario Ministry of Natural Resources Alan Pope Minister

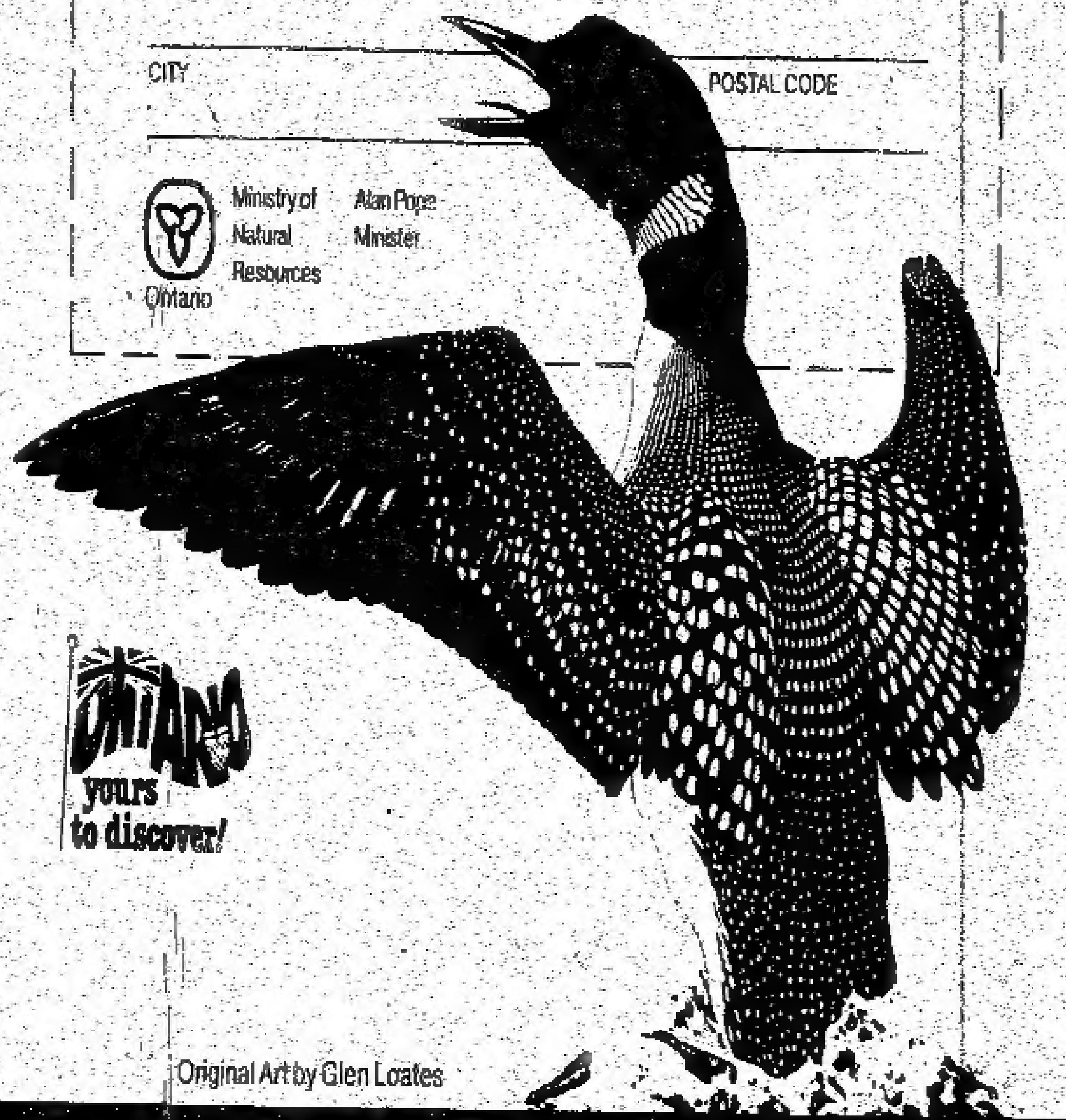

ONTARIO yours to discover!

Original Art by Glen Loates

ایکنے کھی دوجے نے مانی
دونوں کا فائدہ، دونوں گیانی

دونوں نے اب
بچت کی ٹھانی

COMPLETE INSURANCE SERVICE

INCLUDING

LIFE, MORTGAGE PROTECTION,
R.R.S.P., HOME OWNERS,
COMMERCIAL AND AUTO

HAROON BHABHA
INSURANCE AGENCY

[illegible] YORK MILLS RD. STE. [illegible], DON MILLS [illegible]

Call 444 2272 OR 425 3146

منتظر کل کے نہ ہوں آپ کہ دن آج بھی ہے!

SUMMER SALE

لیمب $1.69¢ LB.

صرف ایک ہفتہ کیلئے

تازہ حلال گوشت • تازہ حلال مرغیاں

ہر قسم کی اعلیٰ گروسری ۔ تازہ سبزیاں

ہر قسم کی کھانے پینے کی اشیا مثلاً آٹا، چاول
دالیں لذیذ اور عمدہ مصالحہ جات، تازہ سبزیاں اور
دوسرا سامان حاصل کرنے کیلئے ہماری خدمات
حاصل کرکے وقت اور پیسہ بچائیے۔

House of Halal Meat

803 DANFORTH AVENUE
TORONTO, ONTARIO
461-2839

OPEN MONDAY TO SATURDAY
FREE DELIVERY

اونٹاریو کا بہترین اور قابل اعتماد میرج بیورو

ہم کسی بھی مذہب یا قوم سے آپ یا آپ کے بچوں کے لئے مناسب رشتہ کا بندوبست کر سکتے
ہیں ۔ نیز ہم کسی بھی عمر کی بیوہ عورت، رنڈوے مرد یا مطلقہ افراد کی مدد کر سکتے ہیں ۔ ہم نے سینکڑوں مسلمانوں
کی شادیوں کا بندوبست کیا ہے ۔ مکمل تفصیلات کے لئے پورے اعتماد کے ساتھ لکھیے ۔

نوٹ: جواب طلب امور کے لئے ٹکٹ لگا ہوا لفافہ ارسال کریں۔

DILKUSHA MARRIAGE BUREAU

SERVICE TO PAKISTANI & INDIAN COMMUNITY

195 st. andrews dr. hamilton, ont. L8K 5K2

اپنی دھرتی، اپنے لوگ

کامران تحسین

انسانیت کے محسن انسانیت کشی پر کیوں اتر آئے ہیں؟

لاہور کے آٹھ سالہ سلیم نے بلک بلک کر جان دے دی لیکن ڈاکٹروں کو رحم نہ آیا۔ سارے ہسپتال کھلے تھے۔ سارے "انسانیت کے محسن" موجود تھے۔ لیکن ان سب کی انسانیت ختم ہو چکی تھی۔

آٹھ سالہ سلیم ڈاکٹروں کی بے توجہی اور ادویات کے باعث ایک سال تک زندگی اور موت کی کشمکش میں رہنے کے بعد سب کو روتا چھوڑ کر اس دنیا سے کوچ کر گیا۔

سلیم گذشتہ ایک سال سے نیم بے ہوشی کی حالت میں زندگی کے باقی دن سسک سسک کر گزار رہا تھا۔ سلیم کا باپ عمر دراز دھوبی گھاٹ پر کام کرتا ہے اس نے بتایا ہے کہ وہ لاہور کے تمام بڑے بڑے ماہر ڈاکٹروں سے اس کا علاج کرا چکا ہے، سب نے اپنی معذوری کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ جنرل ہسپتال کے نیورو سرجری وارڈ ہی میں اس کا آپریشن ہو سکتا ہے۔ لیکن بار بار ہسپتال کے چکر کاٹنے کے باوجود متعلقہ وارڈ کے ڈاکٹر صاحبان نے بچے کو داخل کرنے سے انکار کر دیا۔ کبھی یہ بہانہ کیا کہ وارڈ میں جگہ نہیں ہے۔ اور کبھی سرے سے بچے کا مرض لاعلاج قرار دے دیا۔ عمر دراز کا واحد جرم یہ تھا کہ وہ غریب تھا اور بچے کی خوشیاں نہیں خرید سکتا۔ وہ نیم بے ہوش بچے کو اٹھائے پورے لاہور میں گھومتا رہا۔ لیکن کسی نے اس کی فریاد نہ سنی۔

سلیم کی کہانی کچھ اس طرح ہے کہ جون ۸۰ء میں ایک روز سلیم اسکول سے واپس آیا تو اسے اچانک متلی ہونے لگی۔ گھر والے اسے ڈاکٹر کے پاس لے گئے جس نے اسے دوا دی۔ لیکن سلیم کے بخار اور متلی میں کمی نہ آئی۔ بلکہ مرض بڑھتا گیا۔ اس کے بعد اس کے سر میں درد اٹھنے لگا وہ جو کچھ کھاتا فوراً نکل جاتا۔ ۲۲ اگست کو سلیم کی ماں نے ناشتے کے دوران گلاس اسے پکڑنے کے لئے دیا لیکن گلاس اس کے ہاتھ میں آنے کے بجائے فرش پر گر گیا۔ ماں نے جب پوچھا تو سلیم نے بتایا کہ امی مجھے کچھ نظر نہیں آتا۔

اس طرح سلیم کی آنکھوں کی روشنی بھی ختم ہو گئی۔ سلیم کو مقامی ڈاکٹروں نے ملتان لے جانے کا مشورہ دیا۔ سلیم کے باپ نے ساری عمر کی پونجی جو چار ہزار روپے تھی سلیم اور اس کی ماں کو لے کر ملتان پہنچا۔ نشتر ہسپتال ملتان میں سلیم ڈیڑھ ماہ رہا۔ جہاں اس کے چند ٹیسٹ ہوئے۔ جن سے معلوم ہوا کہ سلیم کے دماغ میں رسولی ہے اس عرصے میں آئے دن یہ تسلی دی جاتی رہی۔ کہ آپریشن ہو گا۔ اور رسولی نکال لی جائے گی مگر وہ دن نہ آنا تھا نہ آیا۔ دماغ کے آپریشن کے کئی مریض آئے اور چلے گئے۔ لیکن سلیم کا نمبر نہ آیا۔ سلیم کے باپ کے پاس اتنی رقم نہ تھی کہ وہ اسے پرائیویٹ روم میں رکھ سکتا۔ ڈیڑھ ماہ بعد نشتر ہسپتال کے ڈاکٹروں نے عمر دراز سے کہا کہ "اب تم اسے لے جا سکتے ہو۔ ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ البتہ جنرل ہسپتال لاہور میں نیورو سرجری میں دکھاؤ"

عمر دراز نے جنرل ہسپتال کا رخ کیا لیکن یہاں چند سستی دوائیاں دے کر ٹرخا دیا گیا۔ زیادہ اصرار کرنے پر کہا کہ ایک ماہ بعد آنا۔ مجبوراً ایک ماہ بعد پھر ڈاکٹروں کے چکر لگانے شروع کر دیئے۔

سلیم کی فائل میں بے شمار پرچیاں ہیں۔ سرٹیفکیٹ ہیں۔ ایکسرے ہیں جن میں سے اکثر رپورٹوں میں اسے جنرل ہسپتال جانے کی ہدایت کی گئی تھی۔

چنانچہ عمر دراز نے ایک بار پھر جنرل ہسپتال کے چکر لگانے شروع کر دیئے۔ وہ نیم بے ہوش سلیم کو ہاتھوں میں اٹھائے ڈاکٹروں کے چکر لگاتا رہا۔ اور کہتا کہ "اگر بستر خالی نہیں ہیں۔ تو مجھے برآمدے میں ہی جگہ دے دیں۔ برآمدے میں جگہ نہیں تو ہم اسے فرش پر ڈال لیں گے" آخر کار اسے نیورو سرجری وارڈ میں جگہ مل ہی گئی۔ عمر دراز نے اس روز اطمینان کا سانس لیا۔ اسے یقین تھا کہ اب سلیم کا آپریشن ہو ہی جائے گا۔ اور دماغ کی وہ رسولی جس کے باعث اس کا بیٹا نہ صرف بصارت سے محروم ہو گیا بلکہ مکمل بے ہوش رہنے لگا تھا نکال دی جائے گی۔ لیکن ایسا نہ ہو سکا۔

سلیم کو ہسپتال سے صرف چار دن بعد ہی رخصت کر دیا گیا۔ سلیم کی ڈسچارج سلپ پر لکھا ہے کہ وہ ۱۴ جنوری کو جنرل ہسپتال کے نیورو سرجری وارڈ میں داخل ہوا۔ اور ۱۸ جنوری کو صرف چار دن بعد فارغ کر دیا گیا۔ آپریشن کی تاریخ کے خانے میں لکھا ہے۔ "آپریشن کی ضرورت نہیں، جبکہ دیگر کوائف میں درج ہے۔ پہلے سر درد ہوا۔ پھر متلی بعد میں دونوں آنکھوں کی بصارت چلی گئی۔ پنجاب کی رپورٹیں کلیر ہیں۔ مگر دماغ میں ٹیومر ہے اور آپریشن سے اس کا کوئی فائدہ نہیں، سلیم کا باپ اسے واپس لانے کے لئے تیار نہیں تھا۔ لیکن وہاں اس کی کسی نے نہ سنی۔ اس طرح مجبوراً وہ سلیم کو بازوؤں میں اٹھائے ہسپتال سے نکل آیا۔

عمر دراز اسے دوا پلاتا رہا۔ مگر افاقہ نہ ہوا سلیم کی حالت روز بروز خراب ہوتی چلی گئی کون سا ڈاکٹر ایسا تھا جس کے کلینک کا چکر عمر دراز نے نہ کاٹا ہو۔ سب جنرل ہسپتال بھیجتے تھے۔ جہاں سے جواب مل گیا تھا۔ پھر کسی نے جھاڑ پھونک والوں کے پاس لے جانے کو کہا۔ پھر عمر دراز نے عاملوں کے چکر کاٹنے شروع کر دیئے۔ ہر عامل اس کی ضرورت کو دیکھ کر نذرانہ وصول کرتا عمر دراز نے رشتہ داروں سے ادھار مانگ کر گھر کی چیزیں بیچ کر ہر "ہوس پرست" کا پیٹ بھرا پھر کسی نے مشورہ دیا۔ کہ نیا چینی طریقہ علاج آکو پنکچر والوں کے پاس لے جاؤ۔ عمر دراز سلیم کو بلال پارک کے ایک میڈیکل سنٹر میں لے گیا۔ تین دن علاج ہوا۔ مگر کچھ افاقہ نہ ہوا۔ ہر معالج یہی کہتا۔ "بہت دیر سے میرے پاس لائے ہو۔"

اب سلیم کی یہ حالت ہو گئی تھی۔ کہ ۲۴ گھنٹے میں کچھ وقت کے لئے ہوش میں آتا تھا۔ ورنہ وہ مسلسل بے ہوشی کے عالم میں پاوڈر نما خوراک ملا کر کھلا دیتے۔ سلیم جب اٹھتا اور اپنی کمزور آواز میں بولتا تو ماں باپ کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہتی وہ سوچنے لگے اب سلیم یقیناً ٹھیک ہو جائے گا۔

ایک روز ماں نے سلیم کی باتیں سنیں اور بے اختیار اس کا جی چاہا کہ وہ دیکھ بھی سکے اس نے اپنے شوہر سے کہا۔ کہ مجھے ہسپتال لے چلو میں نے سنا ہے کہ آج کل ایک آدمی کی آنکھیں دوسروں کو لگ جاتی ہیں۔ تم میری آنکھیں اسکو لگوا دو۔ تاکہ میرا بیٹا دیکھ سکے۔ مجھ سے اس کا یوں اندھیروں کی طرح ٹٹولنا برداشت نہیں ہوتا۔

اس دن عمر دراز بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رویا۔ وہ سلیم کی ماں کو کیسے بتاتا کہ سلیم کی آنکھوں کی پتلیاں نہیں ہیں۔ دماغ کا وہ حصہ خراب ہو رہا ہے جہاں دیکھنے کی حس پہنچتی ہے۔

فروری، مارچ اور اپریل یہ تین ماہ سلیم پر قیامت بن گئے۔ سلیم کے ہونٹ خشک ہو گئے تھے۔ بار بار پانی سے انہیں نم کیا جاتا تھا۔ پھر ستم یہ کہ اسے بخار نے آ لیا۔ مسلسل بخار جو کبھی کم نہ ہوتا تھا۔ عمر دراز ایک ہسپتال سے دوسرے ہسپتال اور ایک ڈاکٹر سے دوسرے ڈاکٹر کے پاس چکر لگاتا رہا۔ گھر لوٹتا تو رات گئے تک دونوں میاں بیوی چوڑیاں بنانے والی مشین پر کام کرتے۔ تاکہ سلیم کے علاج اور گھر کے خرچ کے لئے کچھ رقم حاصل کی جا سکے۔ ہسپتال میں داخل ہوتا تو شاید سرکاری ادویات مل جاتیں۔ لیکن مریض کی حالت کے پیش نظر کوئی اسے داخل نہ کرتا مہنگی دوائیں مہنگے انجکشن ہر کوئی چند روز کے علاج کے بعد جنرل ہسپتال کے لئے کہتا ہسپتال کے عملے میں سے کسی ایک نے کہا کہ یہاں بڑے بڑے ڈاکٹر پرائیویٹ فیس لے کر داخل کرتے ہیں۔ اور جب تک انہیں آپریشن کی فیس بھی خفیہ طور پر ادا نہ کی جائے مریض کو وارڈ میں ہی پڑا رہنے دیتے ہیں۔ عمر دراز ہر ایک کی سنا کرتا کیا کرتا۔ اس کے پاس ہزاروں لاکھوں روپے کہاں تھے۔ نہ ہی موٹی موٹی سفارشیں۔

صحت کے حکام سے لے کر ڈاکٹروں کی انجمنوں اور سماجی اداروں تک کسی نے اس پر توجہ نہ دی۔ P.M.A نے بھی اس غریب کی فریاد پر توجہ نہ دی۔ کسی نے جنرل ہسپتال کے ان لالچی اور بے ضمیر ڈاکٹروں سے استفسار نہ کیا۔ کہ آیا سلیم کا مرض واقعی لاعلاج ہو چکا ہے۔ اور اگر ایسا ہے۔ تو جب وہ پہلی بار انگلی سے پکڑ کر اپنے بچے کو لے کر آپ کے پاس لایا تھا تو آپ نے اس کا علاج کیوں شروع نہ کیا اس وقت تو مرض لاعلاج نہ تھا۔

۵۰ لاکھ افراد کے اس وسیع شہر میں جو زندہ دلوں کا شہر کہلاتا ہے۔ عمر دراز اپنے بیٹے سلیم کو بازوؤں میں اٹھائے گیارہ ماہ تک ہسپتالوں کی خاک چھانتا رہا۔ ڈاکٹروں کی ان کوٹھیوں کا طواف کرتا رہا۔ جو لاکھوں عوام کا انسانیت کے نام پر خون کر کے بنائی گئی تھیں۔ ان کی کوٹھیوں کے باہر سردی گرمی اور برسات میں اس انتظار میں کھڑا رہا کہ شاید ان بے حس ڈاکٹروں کے دل میں اس کے بیٹے کے لئے رحم آ جائے۔ لیکن جن لوگوں کے دل پتھر کے ہو جاتے ہیں۔ وہاں رحم نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔

عمر دراز کے پاس بہت سی کہانیاں ہیں ڈاکٹروں کی ہوس زر کی کہانیاں، انسانیت کے قاتلوں کی کہانیاں ایک رات جب وہ ایک سرکاری ہسپتال کے وارڈ میں "آرام" کرتے ہوئے ڈاکٹر کو جگانے میں ناکام رہا۔ تو اس نے پچھلی طرف سے جا کر کھڑکی پر دستک دینا چاہی مگر جھانک کر اندر کا منظر دیکھ کر لوٹ آیا۔ ان گنت تجربات، ان گنت واقعات کس کا ذکر کریں کس کو سنائیں۔

اور پھر سلیم کی زندگی کا ستارہ ٹمٹمانے لگا۔ اس کا بخار بہت بڑھ گیا تھا۔

عمر دراز محلے کے ڈاکٹر کے پاس لے گیا۔ ۱۰۵ ٹمپریچر تھا وہ اسے میو ہسپتال لے گیا۔ دو قیمتی گھنٹے ضائع کرنے کے بعد اسے جنرل ہسپتال کا راستہ دکھایا گیا۔ جس سے وہ آشنا تھا۔ رات کے دو بجے وہ جنرل ہسپتال پہنچا۔ وہاں سے اسے جواب دے دیا گیا وہ بڑے ڈاکٹر کے پاس شادمان پہنچا ایک گھنٹے تک ڈاکٹر کی میلوں لمبی کوٹھی کے پھاٹک پر دستک دیتا رہا۔ مگر اندر سے کوئی نہ نکلا وہاں سے سروسز ہسپتال گیا۔ وہاں ایمرجنسی والوں نے کچھ گولیاں لکھ دیں اور کہا کہ اس بخار کا کوئی علاج نہیں۔ بخار زیادہ ہو تو ماتھے پر برف رکھ دو۔

رات بھر غریب والدین ماتھے پر برف میں بھگو کر کپڑا رکھتے رہے اگلے دن پھر جنرل ہسپتال لے گئے۔ مگر ڈاکٹروں نے داخل نہ کیا۔ گنگا رام ہسپتال کے ایک ڈاکٹر کی اسسٹنٹ نے پرچی پر لکھ دیا کہ انہیں ڈاکٹر صاحب کے پاس کل ان کے کلینک یا کوٹھی میں لے جانا۔

اگلے روز ڈاکٹر کے پاس پہنچے۔ فیس دی جو اس بھلے مانس نے یہ کہہ کر واپس کر دی کہ اسے جنرل ہسپتال کے نیورو سرجن ہی ٹھیک کر سکتے ہیں۔ عمر دراز نے ہاتھ جوڑ کر کہا "وہ میری نہیں سنتے" ڈاکٹر نے چٹ لکھ دی۔ عمر دراز آخری بار جنرل ہسپتال پہنچا۔ لیکن وہی ناکامی اور پھر گھر کا رخ کیا۔

سارے ہسپتال کھلے تھے۔ سارے "انسانیت کے محسن" موجود تھے۔ لیکن ان سب کی انسانیت ختم ہو چکی تھی۔ اور درندگی نے انسانیت کی جگہ لے لی تھی ان کے پاس سلیم کے لئے کوئی جگہ نہ تھی۔

اب تو سلیم بولنے سے بھی قاصر تھا۔ آنکھیں بھی نہ کھولتا تھا۔ کوئی چیز کھا نہیں سکتا تھا۔ چمچے سے منہ میں پانی ڈالا جاتا تو لبوں کے اطراف سے نکل جاتا۔

پھر آخری رات بھی آ ہی گئی۔ جس نے سلیم کو اس کے دکھوں اور مشکلوں سے نجات دلا دی۔ عمر دراز کا اپنے دل کی دھڑکن بھی صاف سنائی دے رہی تھی۔ سلیم کا بخار تھا کہ بڑھتا جا رہا تھا گھر میں برف بھی ختم ہو چکی تھی۔ ٹھنڈے پانی کی ٹکور ماتھے اور ہاتھوں پر اس قدر کی گئی کہ اس کا جسم نیلا پڑ گیا۔ بخار روکنے کا کوئی طریقہ نہ تھا غریب والدین سلیم کی زندگی سے تقریباً مایوس ہو چکے تھے انہوں نے محلے کے ڈاکٹر سے پھر رابطہ قائم کیا۔ لیکن اس سے پہلے ہی سلیم اس دنیا سے اپنا رابطہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے منقطع کر چکا تھا۔

سلیم کی اس ساری کہانی میں ایک بات جو نمایاں طور پر سامنے آتی ہے، وہ ہے ڈاکٹروں کا غریب اور بے بس لوگوں کے ساتھ ظالمانہ رویہ۔ ڈاکٹر جن کی تعلیم پر قوم کی ایک کثیر رقم خرچ کی جاتی ہے۔ عوام ان سے یہی توقع رکھتے ہیں۔ کہ جب یہ تعلیم مکمل کر کے عملی زندگی میں آئیں گے۔ تو عوام کے ساتھ شفقت اور محبت سے پیش آئیں گے لیکن یہاں معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ ڈاکٹر صرف اور صرف روپیہ کمانے کو اپنی زندگی کا مقصد بنا بیٹھے ہیں۔ دولت اور ہوس زر نے انہیں بے حس اور بے ضمیر بنا دیا ہے۔ حکومت سے موٹی موٹی تنخواہیں لینے والے ہسپتال میں مریضوں کو دیکھنے کے بجائے انہیں اپنے پرائیویٹ کلینک میں آنے پر مجبور کرتے ہیں۔ اور وہاں ان کی جیبیں کاٹتے ہیں۔

ڈاکٹر یہیں تک اکتفا نہیں کرتے۔ بلکہ ایسے واقعات بھی ہوتے ہیں۔ کہ ڈاکٹر آپریشن تھیٹر میں آپریشن کے دوران مریض کو بے یار و مددگار چھوڑ کر باہر آ جاتے ہیں۔ اور مریض کے رشتے داروں سے "میجر آپریشن" یا SERIOUS CASE قرار دے کر مزید رقم کا مطالبہ کرتے ہیں۔

یہ تو صرف ایک سلیم کی داستان تھی نہ جانے کتنے سلیم ہر روز ایسی ہی کیفیت سے گزرتے ہوں گے۔

"کچھ باتیں ان کہی رہنے دو"

کچھ باتیں ان کہی رہنے دو۔
کچھ باتیں ان سنی رہنے دو۔
سب باتیں دل کی کہہ دیں اگر پھر باقی کیا رہ جائے گا۔
سب باتیں اس کی سن لیں اگر پھر باقی کیا رہ جائے گا۔
اک اوجھل بے کلی رہنے دو۔
اک رنگین ان بنی دنیا پر۔
اک کھڑکی ان کھلی رہنے دو۔

منیر نیازی

اچھی باتیں

* چلتے ہوئے خیال رکھو کہ تمہارے پیروں سے اٹھتی ہوئی دھول کسی کی آنکھوں میں گھس کر اس سے اس کی منزل نہ چھین لے
* عالم بے عمل پارس پتھر کی مانند ہے جو دوسروں کو تو سونا بنا دیتا ہے لیکن خود پتھر کا رہتا ہے

رفعت۔

ہمارا نعرہ یقین، اتحاد اور تنظیم ہے

B103/C/30/1
National Library / Bibliothèque nationale
OCT
NEWSP. SECTION

7 July, 1990
THE MESSENGER
FORTNIGHTLY NEWSPAPER
پیغامبر
P.O. Box 2114, Station B, Scarborough, Ont. Canada M1N 2E5
Editor & Publisher: SOHAIL AKHTAR
Tel. (416) 267-8006
VOL. 5
NO. 13

OKADIA ACCOUNTING

PROVIDING:

- ACCOUNTING
- FULL SET OF BOOKS
- INCOME TAX
- TRIAL BALANCE
- FINANCIAL STATEMENTS

by Professional Accountant

Call: Mr. Abid Okadia

1871-A LAWRENCE AVE. E., SECOND FLOOR
TELEPHONE: BUS: 752-6090 RES: 423-2539

اسلحہ

ابھی وقت ہے کہ بھارت پاکستان سے کا سمجھوتہ کرلے!

تحریر: اندرجیت

اس وقت بھارت کی تمام تر کوشش یہ ہے کہ کسی نہ کسی طرح پاکستان کے لئے امریکی اسلحہ کی فراہمی رکوائی جائے۔ اس سلسلے میں بھارتی حکومت نے نہ صرف امریکی حکام کو اپنے نظریات سے آگاہ کردیا ہے بلکہ برطانوی وزیراعظم مسز مارگریٹ تھیچر کے حالیہ دورہ بھارت کے دوران بھی ان سے امریکی انتظامیہ پر اپنا اثر و رسوخ استعمال کرنے کو کہا۔ مسز گاندھی نے مسز تھیچر سے نہ صرف ذاتی مذاکرات میں یہ مسئلہ اٹھایا بلکہ عوامی سطح پر بھی اس مسئلہ پر لے دے کی۔ مسز گاندھی اور مسز تھیچر کے درمیان سرکاری سطح پر مذاکرات میں اور پارلیمان کے مرکزی ہال میں بھی امریکی اسلحہ کی پاکستان کو فراہمی کا مسئلہ موجود رہا حتیٰ کہ اراکین پارلیمان سے جہاں برطانوی وزیراعظم کو خطاب کا موقع دیتے وقت بھی روایات سے انحراف کرتے ہوئے مسز گاندھی نے کہا کہ صرف جنگ کا سایہ ہمارے سر پر منڈلا رہا ہے اور ہمیں قدرتی طور پر اس پر تشویش ہے ہم نے آپ سے پہلے بھی پاکستان کو جدید ہتھیاروں کی فراہمی سے پیدا ہونے والے خطرات کے بارے میں بات کی ہے۔ مگر اتنی تگ و دو کے باوجود نئی دہلی کے پلے کیا پڑا؟ نہ صرف مسز تھیچر اپنے موقف پر ڈٹی رہیں بلکہ انہوں نے نئی دہلی میں اپنی پریس کانفرنس کے دوران پاکستان کے حق میں بات کی اور بڑی وضاحت کے ساتھ کی کہ ان کی یہ جرأت ناقابل فراموش ہے۔ مسز تھیچر کے انداز گفتگو میں لاگ لپیٹ نہ تھی۔ انہوں نے کسی پس و پیش سے کام نہ لیا۔ سوالات کا جواب وضاحت سے دیا اور مسز گاندھی جیسا رویہ اختیار نہ کیا کہ سوال کا جواب دینے کی بجائے خود نیا سوال کر ڈالیں۔

مسز گاندھی نے اپنے اس موقف کو بار بار دہرایا کہ پاکستان کو امریکی ہتھیاروں کی فراہمی بلاشک و شبہ بھارت کے لئے باعث تشویش ہے۔ پاکستان نے گزشتہ تیس سال میں ہمارے ملک پر تین بار حملہ کیا ہے اور بقول کرشنا مینن آج تک کسی نے ایسی بندوق تیار نہیں کی جو صرف ایک ہی سمت میں فائر کرتا ہو۔ ہمارا تجربہ بھی شاہد ہے کہ پاکستان میں فوجی حکومتوں نے ہمیشہ بلی پر ہی ہاتھ رکھنا پسند کیا ہے۔ ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء میں دونوں جنگوں کا آغاز فوجی حکومتوں نے کیا اس وقت علی الترتیب ایوب خان اور یحییٰ خان برسراقتدار تھے۔ مسز گاندھی کی شکایات کے اس پلندے کے جواب میں یہ دلیل پیش کی کہ آخر پاکستان کو بھی کچھ مسائل کا سامنا ہے۔ مسز تھیچر نے پریس کانفرنس میں کہا کہ روس نے ایک غیر وابستہ ملک پر حملہ کیا اس کی آزادی سلب کی اور اس پر قبضہ جما بیٹھا اور یہ سب پاکستان کے لئے شدید خطرہ ہے۔ اگر میری سرحدوں پر روسی فوج اکٹھی ہو جاتی تو یقیناً مجھے بھی تشویش لاحق ہوتی اور میں اپنے ملک اپنے عوام کے دفاع کے لئے تمام تر ذرائع بروئے کار لاتی بھارت سے تو اپنی طاقت میں معتدبہ اضافہ کیا ہے زبردست دفاعی صلاحیت حاصل کی ہے اور وہ اپنے دفاع کے قابل ہے لہٰذا اب وہ یہی حق یعنی دفاع کا حق اپنی طرح دوسرے خود مختار ملک اور قوم کو دینے سے انکار کیوں کرتا ہے؟"

اس موقع پر ایک سوال ابھرتا ہے وہ یہ کہ کیا برصغیر میں اسلحہ کی دوڑ کو روکنے کے لئے کچھ کیا جا سکتا ہے؟ اس سوال کے دو ممکنہ جوابات ہیں۔ پہلا تو یہ کہ روس کو افغانستان سے واپس جانے پر مجبور کیا جائے۔ پاکستان سمیت تمام ممالک بھارت کے اس نقطہ نظر سے متفق ہیں کہ یہ مقصد صرف سیاسی حل کے ذریعہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ فوجی ذرائع سے نہیں۔ تاہم اب تک سیاسی حل کے رخ پر کوئی واضح کوشش نہیں کی گئی۔ حال میں دہلی میں غیر وابستہ ممالک کی کانفرنس نے یہ خوش گوار قدم اٹھایا کہ ایران، عراق تنازعہ کا حل کرنے کے لئے چار ممالک پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کی ہے اس وقت سے اس کمیٹی کے اراکین مسلسل تگ و دو کر رہے ہیں اور مختلف عالمی دارالحکومتوں میں رابطہ قائم کر کے مسئلہ کے حل کی تلاش میں سرگرداں ہیں لیکن غیر وابستہ ممالک کی کانفرنس نے اس امر پر غور مناسب نہ سمجھا نہ ہی کوئی ایسی کمیٹی تشکیل کی جو افغانستان کے مسئلہ پر سیاسی حل تلاش کرتی یا مشن کی صورت میں ماسکو جاتی۔ آج بھی اکثریت یہ سمجھتی ہے کہ بھارت جسے روس کی پشت پناہی حاصل ہے۔ علاقائی سطح پر کوئی واضح موقف اختیار کر کے نہ صرف اپنے لئے بلکہ برصغیر کے لئے بھی امن کی راہیں تلاش کر سکتا تھا۔ البتہ اس معاملہ پر قدرے اختلاف ہے کہ کیا بھارت کی طرف سے ایسی اقدام خوش گوار نتائج کی حامل ہوگی۔ افغانستان سے روس کی واپسی کا کوئی ارادہ نظر نہیں آتا لیکن بھارت اور پاکستان کے درمیان اسلحہ کی دوڑ کو ختم کرنے کی کوششوں پر اس کا اثر نہیں پڑتا اور نہ ہی ہمیں اس سلسلہ میں مایوس ہونے کی ضرورت ہے۔ دوسرا حل پاکستان کے صدر ضیاء الحق کی اس بات میں مضمر ہے جو انہوں نے گزشتہ اپریل میں میرے انٹرویو کے دوران ایک سوال کے جواب میں کہی تھی۔ صدر ضیاء الحق سے میرا سوال تھا "بھارت اور پاکستان میں خطرناک حد تک جو جنگی جنون پایا جاتا ہے کیا اسے مستقلاً ختم کرنے کے لئے آپ کے ذہن میں کوئی حل موجود ہے؟" میرے اس سوال کے جواب میں صدر پاکستان نے کہا "مسئلہ یہ ہے کہ ہر ابتدا باہمی عدم اعتماد سے ہوتی ہے۔ ہم یہ کیونکر فراموش کر سکتے ہیں کہ بھارت اور پاکستان تین بار نبرد آزما ہو چکے ہیں اور میرا تو یہ خیال ہے کہ طرفین نے جنگ کی ہلاکت آفرینیوں کو بھی سمجھا ہوگا...... جنگیں سیاسی مسائل کو حل نہیں کر سکتیں ۱۹۸۱ء کے سال میں ہمیں گزشتہ کی لاٹھی اٹھانے کی بجائے اس کے برعکس ہمیں نہ صرف عوامی سطح پر بلکہ حکومتوں کی سطح پر بھی اعتماد پیدا کرنے کی کوشش کرنا چاہئے۔"

صدر ضیاء الحق نے مسٹر سورن سنگھ کو کی جانے والی پیشکش کا ذکر بھی کیا۔ کہنے لگے "میں نے ان سے کہا تھا مجھے یہ بتائیں کہ پاکستان کے پاس اپنے تحفظ کے لئے قوت ہونا چاہئیے یا نہیں۔؟ بھارت کے پاس اپنی حفاظت کا اہتمام ضروری ہے یا نہیں؟ اور اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان کے پاس اپنے تحفظ کے لئے مسلح قوت ہونا چاہئیے اور اس سوچ کو برحق تسلیم کرتے ہیں تو آپ اپنے فوجی ماہرین سے دریافت کریں۔ کہ پاکستان جیسے ملک اور اس کے جغرافیائی سرحدوں کے اعتبار سے اس کے پاس کتنی مسلح طاقت ہونا چاہئیے؟ کیا دفاعی ضروریات ہونا چاہئیں؟ وہ بتا دیں اور میں ان کے اندازے کو تسلیم کرتے ہوئے مزید بحث میں نہیں پڑوں گا۔ آپ شاید ہمارے ردعمل کے بارے میں سوچیں کہ اور یہ کہیں کہ بھارت کے پاس اتنی اور پاکستان کے پاس اتنی قوت ہونا چاہئیے تو میرا جواب ہوگا۔ ٹھیک ہے بھارت جتنی طاقت چاہے رکھے مجھے کوئی تعلق نہیں۔ مگر میری تشویش تو اس صورت میں بہرحال جائز ہوگی جب پاکستان کے سامنے ۱۷ ڈویژن فوج ہوگی لہٰذا ہمیں یہ بار بار سوچنا ہوگا کہ آخر اتنی قوت کا اہتمام کیوں؟"

بہرحال میری یہ پیشکش تھی۔ بدقسمتی ہے پہلے کسی رد عمل کا اظہار نہ کیا گیا مگر بہت بعد میں بھارت کی طرف سے جواب نفی میں ملا۔ بھارت نے کہا کہ یہ تو کوئی مناسب حل نہیں کیونکہ پاکستان جس حد تک مناسب سمجھتا ہے اپنے لئے دفاعی قوت قائم کرے اور بھارت جہاں تک ضرورت محسوس کرتا ہے۔ دفاعی قوت کی تعمیر کرے۔ اس کے بعد میں نے کہا کہ اگر ایسی ہی بات ہے تو بھارت، پاکستان کی جائز دفاعی ضروریات سے اس حد تک مشوش کیوں ہے؟ میں نے پھر تجویز کیا کہ اگر بھارت یہ جاننا چاہتا ہے کہ پاکستان کے پاس کیا کیا چیز ہے اور کیا کیا چیز نہیں، تو خوش آمدید۔ مجھ سے پوچھیں، میں آپ کو صحیح صحیح ہر بات بتا دوں گا۔ اس کے باوجود آپ کے پاس جو کچھ ہے اسے بھی چیلنج نہیں کروں گا۔ بھارت ایک بڑا ملک ہے اور پاکستان اس حقیقت کو سمجھتا بھی ہے جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے میرا یقین کامل ہے کہ دونوں ممالک کی بھلائی پرامن تعلقات باہمی افہام و تفہیم، اعتماد اور ایک دوسرے کی عزت میں ہے۔ پاکستان ایک چھوٹا سا ملک ہے اور آج یہ پاکستان خود کو بھارت کے مقابلہ میں نہیں سمجھتا۔ ہم یہ بھی کیسے سکتے ہیں، کہاں ہم آٹھ کروڑ کی قوم اور کہاں بھارت ۶۵ کروڑ افراد پر مشتمل قوم! امن کی راہ میں اس اعتبار سے بھارت کا کردار اہم ہے اور اسے یہ کردار بطریق احسن ادا کرنا چاہئیے اس حد تک ہمیں اس کی رہبری تسلیم ہے مگر میرے خیال میں بہتر افہام و تفہیم اور مزید اعتماد کی ضرورت ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جلد یا بدیر یہ بھی پیدا ہو جائے گا۔

صدر ضیاء الحق کی اس بات کے جواب میں میں نے کہا جناب صدر یہ عظیم خیالات ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ جب سردار سورن سنگھ وطن لوٹے تھے تو ان سے میری بات ہوئی تھی۔ ان کے اور بھارت کے دیگر ذی فہم اصحاب کے خیال میں دونوں ممالک کی دفاعی قوت پر بات چیت سے قبل سیاسی افہام و تفہیم کی ضرورت ہے کیا انہوں نے آپ سے بھی یہی کہا تھا؟ صدر ضیاء الحق کہنے لگے "بالکل نہیں۔ ہم مختلف باہمی دلچسپی کے معاملات پر بات کر رہے تھے۔ اور پھر دفاعی قوتوں کے سوال پر آ پہنچے اور میں نے جو یکطرفہ پیشکش کی وہ بھی بتا چکا ہوں۔ بہرحال میں اس بات کی تائید کرتا ہوں کہ اگر ہر معاملہ سیاسی تفہیم کے نکتہ آغاز سے چلے تو نہ صرف ایک دوسرے پر مزید اعتماد پیدا ہوگا بلکہ بہتر فوجی تفہیم بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ (تقریباً ایک سال قبل میں نے لکھا تھا کہ اختلافات کے باوجود بھارت نے پاکستان کے خدشات کو رفع کرنے کی کوشش کی ہے اور افغان سرحد کی طرف سے پاکستان کو لاحق خطرات پر تشویش کو تسلیم کرتے ہوئے سردار سورن سنگھ نے پاکستان کو پھر یقین دہانی کرائی ہے کہ بھارت کی طرف سے پاکستان کو کوئی خطرہ نہیں لہٰذا پاکستان اپنی بھارت سے ملحق مشرقی سرحدوں کو امن کی سرحد سمجھے)

انٹرویو کے دوران پاکستان کے صدر ضیاء الحق نے کچھ اور باتیں بھی کہیں، جو دیگر دو خیالات پر فوری اور اہم معاملات کی نشاندہی کرتی ہیں اولاً تو اس حوالے سے کہ پاکستان بہرحال ایٹمی صلاحیت حاصل کرنے کا عزم کئے ہوئے ہے اور مسز گاندھی کا یہ واضح موقف کہ اگر پاکستان نے ایٹمی ہتھیار بنانے کی کوشش کی تو بھارت بھی اس کا جواب دے گا (بھارت کے کچھ ممتاز افراد اس کے حق میں ہیں کہ پاکستان کے ایٹمی ہتھیاروں کے عمل تک پہنچنے سے قبل ہی بھارت اپنی کارروائی کرے) ثانیاً دونوں ممالک کے درمیان مسلسل سرد جنگ اور حصول اسلحہ کی تازہ دوڑ کے حوالے سے۔ صدر ضیاء الحق نے اس امر کی واضح اور پرزور تردید کی ہے کہ پاکستان ایٹم بم بنانے کا ارادہ رکھتا ہے یا پرامن مقاصد کے لئے ایٹمی توانائی کے حصول کی مساعی کو ترک کر سکتا ہے انہوں نے کہا کہ پاکستان ایٹمی توانائی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے بہرحال ایٹمی تکنیک حاصل کرنے کا خواہشمند ہے پاکستان کا پروگرام پرامن مقاصد کے لئے ہے۔ ان کے خیال میں "ہمہ معاہدہ" بجائے خود جنگ نہ کرنے کا معاہدہ ہے اور اب ہمیں ماضی کی طرف دیکھنے کی بجائے نئے باب کا آغاز کرنا ہوگا۔

PIRRI'S Dixieland MARKET
FRESH FRUITS — VEGETABLES — FLOWERS

گروسری، تازہ سبزیاں اور ہر قسم کے مصالحہ جات
نہایت ہی سستے داموں پر خریدنے کیلئے
ہمارے ہاں تشریف لائیں

Retail: 1168 Pharmacy Ave. [at Lawrence] Scarborough, Phone: 759-0473

Wholesale: 1052 Birchmount Rd. [1 block N. of Eglinton Ave.], Scarborough, Phone: 759-5214